REGD NO P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

ہفت روزہ

بدر قادیان

WEEKLY BADR QADIAN

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ۱۵ — شمارہ ۳۲

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ روپے
ممالک غیر -/۸ روپے
فی پرچہ: ۱۵ نئے پیسے

۹ احسان ۱۳۴۵ ہش | ۱۹ صفر ۱۳۸۶ھ | ۹ جون ۱۹۶۶ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۷ جون - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۳۱ مئی کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

بخیریت مراجعت

قادیان ۷ جون - الحمد للہ ثم الحمد للہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال و معاجبین اپنے شمالی ہند کے دورہ سے آج بخیریت مراجعت فرما ہوئے۔ آپ کا قافلہ صبح ہی امرتسر پہنچ گیا تھا وہاں سے محترم صاحبزادہ صاحب مع اہل و عیال اپنی کار میں دس بجے کے قریب روانہ ہو کر ساڑھے گیارہ بجے بخیریت دارالامان تشریف لے آئے مسجد مبارک کے سامنے والے گیٹ پر جملہ ... نے پُرتپاک استقبال کیا جب آپ کی کار ریلوے گیٹ کے قریب پہنچی احباب نے اہلاً و سہلاً و مرحبا اور نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ اپنے دلی خلوص اور محبت کا اظہار کیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے سب سے پہلے حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل سے مصافحہ و معانقہ کیا بعدہٗ آپ نے جملہ دوستان کو شرف مصافحہ بخشا دو ماہ بعد آپ کی دارالامان میں تشریف آوری پر سب دوستان نہایت درجہ مسرور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس دورہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور بہتر نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

مغرب سے سچائی کے آفتاب کا پُرکیف طلوع

یورپ میں رونما ہونے والے روحانی انقلاب کی ایک جھلک

مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی سابق مبلغ جرمنی

آج سے تقریباً پون صدی قبل یورپین اقوام کے مزاج میں تبدیلی اور اسلام کی طرف ان کے میلان کے متعلق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے جو پیشگوئی فرمائی تھی۔ اُس کے مہتم بالشان ظہور کا یہ نقشہ یورپ میں ہیگ ہمبورگ۔ فرانکفورٹ۔ زیورچ اور لنڈن کی مساجد کو دیکھنے اور یورپی ممالک کے مخلص اور فدائی نومسلموں کے ساتھ ملاقات کرنے سے نگاہوں کے سامنے آتا ہے وہ یقیناً اس قدر روح پرور ہے کہ آج بھی اس کی یاد سے دل پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ——— مجھے یاد ہے ۵ مارچ ۱۹۶۱ء کا دن تھا جب میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے لئے کراچی سے بذریعہ طیارہ پرواز کر کے ہالینڈ پہنچا۔ ایمسٹرڈم کے ہوائی اڈہ سے مسجد جانے کے لئے خاکسار محترم حافظ قدرت اللہ صاحب امام مسجد ہیگ اور دیگر احباب کی معیت میں ایک منی بس میں سوار تھا۔ بس ہیگ کی صاف ستھری شاہراہوں پر سے گزرتی ہوئی جاری تھی۔ اور میں بے تاب نگاہوں سے سڑک کے دونوں طرف بڑے غور سے دیکھتا جا رہا تھا۔ نگاہیں تثلیث کے گہوارے میں خانہ خدا یعنی مسجد ہیگ کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھیں۔ آخر کچھ سفر کے بعد بس ایک سٹاپ پر رُکی۔ محترم حافظ صاحب اور دیگر احباب نے مجھے اُترنے کا اشارہ کیا۔ بس سے اُترتے ہی میری نگاہیں سامنے کی عمارت پر اُٹھیں۔ یہی ہماری مسجد تھی۔ دروازے پر بڑے موٹے حروف میں

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کے الفاظ کندہ تھے۔ یہ نظارہ دیکھ کر مجھ پر جو کیفیت طاری ہوئی میں اپنی کوتاہ قلمی کے باعث اسے الفاظ کا جامہ پہنانے کی ہرگز طاقت نہیں رکھتا اور مبالغہ نہ ہوگا اگر یہ کہوں کہ اس نظارہ کو مشاہدہ کئے بغیر اس کیفیت کو پورے طور پر سمجھنا مشکل ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اس عاجز کو یورپ کی تمام مساجد کو خود دیکھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام اور عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مغرب میں طلوع اسلام کے بارے میں پیشگوئیوں کی صداقت کو بچشم خود مشاہدہ کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مستقبل کا مورخ مغرب میں طلوع اسلام کے اس شاندار واقعہ کو تاریخ اسلام بلکہ تاریخ عالم کا ایک سنہری باب قرار دے گا۔

گذشتہ صدی اسلام کی۔ ضعف اور انحطاط کا نازک ترین دور تھی۔ روحانی ملکی سیاسی اور دنیاوی لحاظ سے بھی اسلام اپنی برتری کھو چکا تھا۔ اس کے بالمقابل مغرب کی عیسائی اقوام جنہوں نے اسلام کے ذریعہ ہی علوم و فنون کے زیور سے آراستہ ہو کر بے علمی اور جہالت کے چنگل سے نجات پائی تھی۔ اب اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے درپے تھیں بلکہ اپنی ظاہری شان و شوکت اور طاقت کے گھمنڈ میں اور اپنی ترقی کی رفتار کو دیکھتے ہوئے اس یقین سے لبریز تھیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام اسلامی ممالک کی مساجد سے اذان کی گونج کی بجائے کلیساؤں کی گھنٹیوں کی جھنکار سنائی دے گی۔ ... ان عزائم کا اندازہ امریکہ کے ایک مشہور پادری مسٹر جان ہنری بیروز کے ایک لیکچر کے مندرجہ ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔ اُنہوں نے ۱۸۹۷ء میں عیسائیت کی عالمگیر ترقی کا ذکر کرتے ہوئے بڑے ہی تعلّی آمیز لہجے میں کہا:-

"اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان پر ضوفگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اُس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ دمشق اور تہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اُس وقت خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکّہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا اور بالآخر وہاں اس حق و صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تُو نے بھیجا ہے۔"

چنانچہ ان عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے چرچ کو دنیا کی طاقتور عیسائی حکومتوں کی پشت پناہی بھی حاصل تھی۔ برطانوی پارلیمنٹ میں بھی یہ سوال کئی بار زیر غور آیا ۱۸۵۷ء میں برطانوی پارلیمنٹ کے ایک اجلاس میں پارلیمنٹ کے ایک رکن نے اپنی تقریر میں کہا:-

"خداوند نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیر نگیں ہے تاکہ عیسیٰ مسیح کی فتح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت پورے ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنی چاہیئے۔"

پس عیسائیت نے اس صدی میں اپنے سب سے بڑے حریف اور مدمقابل یعنی اسلام کو نحیف و ناتواں اور کمزور و بے بس دیکھ کر صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا

(باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۹ جون ۱۹۶۶ء

عجیب ترجمہ یا ... صحیح ترجمہ؟

ہفت روزہ صدق جدید لکھنؤ مجریہ ۱۲ مئی ۱۹۶۶ء میں عجیب ترجمہ کے عنوان سے حسب ذیل شذرہ شائع ہوا ہے:-

"صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ۲۵ اپریل کو وزیر خارجہ ہند کی خدمت میں پیش کئے ہوئے ایڈریس سے:-

"جماعت احمدیہ ایک خالصۃً مذہبی جماعت ہے اور اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی خدا کی اطاعت اور اس کے رسول اور حکومت وقت کی اطاعت کرو کے قرآنی ارشاد کے مطابق یہ ہمارا ایک اہم اور قابل ذکر عقیدہ ہے کہ جہاں بھی اور جس ملک میں بھی جماعت احمدیہ کے افراد بستے ہیں وہ اپنے ملک کے وفادار اور وہاں کے قانون کے پابند اور امن پسند شہری ہیں (بدر قادیان)

جماعت احمدیہ کے عقائد سیاسی سے بحث نہیں حیرت صرف اس پر ہے کہ الفاظ قرآنی اولی الامر منکم کا ترجمہ "حکومت وقت" وہاں اب تک کیا جا رہا ہے حالانکہ اس جماعت میں اچھے اچھے پڑھے لکھے اور صاحب علم موجود ہیں! - حکم کے مخاطب تو مسلمان ہیں اور مطالبہ اُن سے کھُلا ہوا۔ مسلم اولی الامر کی فرمانبرداری کا کیا جا رہا ہے۔ لفظ کی ایک تشریح تو علمائے دین سے کی گئی ہے لیکن جو حکمرانوں سے کی گئی ہے وہاں بھی مسلم ہی حکمران مُراد ہیں"۔

گویا مولانا دریا بادی صاحب کے نزدیک اولی الامر منکم کا ترجمہ "حکومت وقت" صحیح نہیں۔ اسی لئے تو موصوف نے ہمارے ترجمہ کو عجیب ترجمہ قرار دیا۔ آپ کے نزدیک اولی الامر کا ترجمہ صرف اور صرف یہی ہے کہ مسلم حکمرانوں کی اطاعت کرو۔ اور غیر مسلم حکمرانوں کی صورت میں اُن کی اطاعت کا استدلال اس آیت کریمہ سے کرنا نادرست ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ علماء کرام کی طرف سے سیدھی سادھی آیات قرآنی کے اس طرح غیر مناسب تراجم کرکے اور پھر ان پر اصرار سے نہ صرف یہ کہ اسلام کو بدنام کیا ہے بلکہ غیر مسلموں کے ایک خاص طبقہ کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کر دی کہ مذہبی عقیدہ کی رُو سے ایک مسلمان صرف مسلمان حکمرانوں کا ہی اطاعت گزار ہے غیر مسلم حکومت کے احکام کی فرمانبرداری اور اطاعت گذاری کے لئے مسلمان کا دل صاف نہیں -!! اس غلط نظریہ کی تشریح و تشہیر نے مقدس اسلام کو بدنام کیا، مسلمانوں کو تو اتنا تقصان پہنچایا ہے شاید ہی کسی معاند و مخالف نے پہنچایا ہو۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

مولانا صاحب نے آیت کریمہ کے اُن معانی پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا ہے جو احمدیہ جماعت کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ قابلِ حیرت تو خود اُن کی اپنی پوزیشن ہے جبکہ حالات کے نہایت درجہ بدل جانے کے باوجود وہ پُرانے معانی کے حصر پر مصر ہیں!! حالات کی نزاکت اور عملی تجربہ کے رُو سے اب تو اُن پر خود ہی اپنے معانی کی کمزوری واضح ہو جانی چاہیئے تھی۔ مگر تعجب ہے کہ اُلٹا احمدیہ جماعت پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ کیا یہ حیرت کا مقام نہیں کہ مولانا آیت کریمہ کے متعلقہ حصہ کا ترجمہ کرتے وقت مسلمانوں کو صرف مسلم حکمرانوں کی اطاعت کی تلقین کرتے ہیں۔ اور عملی طور پر خود غیر مسلم حکمرانوں کی اطاعت و فرمانبرداری بھی کرتے جا رہے ہیں۔ اور اُن کے احکام سے سرتابی کی کبھی جرأت نہیں کر سکتے۔ قول و عمل میں یہ تضاد کیسا؟

آیت کریمہ میں مذکورہ اولی الامر منکم سے مسلم حکمران مراد لینے سے ہمیں بھی انکار نہیں لیکن صرف انہی معانی پر حصر درست نہیں۔ ایسا کرنے میں بلاشبہ قرآن کریم کے ساتھ سخت ناانصافی ہوگی۔ جبکہ صورت یہ ہو کہ حضرت بانئ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ہی واضح فرمایا کہ قرآن کریم کے کئی بطون ہیں۔ اور اس کی آیات، معانی و مطالب کا ایک وسیع خزانہ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اولی الامر منکم کو صرف ایک ہی معنے کے ساتھ باندھ دیا جائے اور جو کوئی بھی اس سے زائد معانی بیان کرے اُسے تعجب کی نگاہ سے دیکھا جائے!

جماعت احمدیہ جو اُولی الامر منکم کے معنی "حکومت وقت" کرتی ہے وہ بھی قرآنی محاورہ اور لغت عربی کے مطابق ہے۔ جبکہ اس اختلافی بحث کا مرکز منکم کا لفظ ہے اور یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ بسا اوقات مِنْ کا لفظ "عَلٰی" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا

وَنَصَرْنَاہُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ
کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا (انبیاء ع ۶)

جس کے معنی یہی ہیں کہ ہم نے نوح علیہ السلام کو اپنے معجزات و نشانات کے ذریعہ مکذب قوم پر غالب کیا۔

اگر اس کے مطابق آیت زیر نظر کو دیکھا جائے تو اس کے معنے کرنے میں کوئی اشکال نہیں رہتا یعنی ایسے حکمرانوں کی اطاعت بھی کرو جو گو دینی لحاظ سے تمہارے ہم مذہب نہیں لیکن چونکہ نظام حکومت نے انہیں بعض معاملات میں تم پر حاکم بنایا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ وہ ایسے فرمانرواؤں کے احکام کی اطاعت کریں۔ اور مسلمان کہلاتے ہوئے فسادیوں کے زمرہ میں شامل ہونے سے بچیں۔

گویا اس آیت کریمہ نے لطیف پیرایہ میں روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے نظاموں کی اطاعت کو ایک مسلمان کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ تا ایک مسلمان جہاں بھی ہو۔ اور جس ملک میں بھی بود و باش اختیار کرے۔ ایک طرف دینی پہلو سے وہ اللہ رسول کا اطاعت گذار بنا رہے اور دوسری طرف رائج الوقت قوانین ملکی کا صدق دل سے کاربند اور مطیع رہے۔

اصل بات یہ ہے کہ دین اپنی جگہ پر ہے اور دنیا اپنی جگہ پر۔ ضروری نہیں کہ ایک کی اطاعت دوسرے کی اطاعت کے منافی ہو۔ اسلام تو وہ مذہب ہے جس نے انسانی زندگی کو ایسا سیدھا اور سادہ بنایا ہے جس میں کسی پیچ در پیچ پالیسی کی ضرورت ہی نہیں وہ تو بسا اوقات خالص دنیوی امور کو بھی دین کا جزو بنا دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ دنیوی امور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے منافی نہ ہوں مثلاً کھانا پینا، جنسی تعلقات وغیرہ جب شرعی حدود کے اندر پورے کئے جائیں تو ان کے دین کا حصہ ہونے میں کسے شبہ ہے۔ لیکن جب ان امور میں حد سے تجاوز کیا جائے تو خُدا سے بُعد اور اُس کی خفگی کا باعث بن جاتے ہیں۔

یہی حال بطور مثال اُس شہری کا ہے جو کسی سڑک پر جا رہا ہے اب اُس کا فرض ہے کہ ملک میں رائج قوانین کی اطاعت کرتے ہوئے سڑک کے دائیں یا بائیں خود بھی چلے گا اور اپنی سواری کو بھی چلائے گا۔ اسی طرح ٹریفک پر کنٹرول کرنے والے سنتری کے اشاروں کی اطاعت کرنا اُس کے فرائض میں داخل ہوگا۔ — وغیرہ وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے سینکڑوں احکام ہیں جن کا براہ راست دین سے تو کوئی واسطہ نہیں لیکن اصولی طور پر وہ بھی دین ہی کا حصہ ہیں جبکہ اسلام ہر مسلمان کو ایک مثالی شہری اور بیدار مغز باشندہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلام مسلمان کو وسیع النظر بنانا چاہتا ہے وہ اُسے مسجد کی چار دیواری میں بند کر دینا پسند نہیں کرتا۔ وہ اُسے زندگی کے ہر شعبہ میں دوسروں کے مقابل پر زیادہ سوجھ بوجھ رکھنے اور ہمہ جہتی وسیع ذمہ داریوں کو عمدگی سے ادا کرنے والا دیکھنا چاہتا ہے۔

ماسوا اس کے جہاں تک مخصوص طور پر زیر نظر آیت کریمہ کا تعلق ہے اُسکے دوسرے حصہ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ میں متنازعہ فیہ امور کو پرکھنے کا اصول بیان کر دیا گیا ہے جس کو مد نظر رکھ لینے کے بعد صحیح نتیجہ پر پہنچنا چنداں مشکل نہیں۔ چنانچہ آیت کریمہ کے اس حصہ میں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی امر میں تمہارا باہمی تنازعہ ہو تو اس کے رفع کی صورت یہ ہے کہ تم اُسے اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ۔ اللہ سے مراد تو کتاب اللہ ہے اور رسول سے مراد آپؐ کا اُسوہ حسنہ ہے کہ حضور کی حیوٰۃ طیبہ تمام امتیوں کے لئے اُسوہ حسنہ ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ مکی زندگی اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ آپؐ نے مکہ میں رہتے ہوئے اُس وقت کے قوانین کی (جیسے بھی وہ تھے) پوری پوری اطاعت کی! اسی طرح وہاں کے حالات سے تنگ آکر آپؐ کے صحابہؓ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی تو حبشہ پہنچ کر اُن سب بزرگوں نے غیر مسلم حکومت کے احکام کی پورے طور پر اطاعت کی۔ اور یہی طریق جملہ انبیاء سابقین کا رہا ہے۔ اور اسی کو احمدیہ جماعت ہمیشہ سے اپنائے ہوئے ہے پھر اگر اس کی روشنی میں آیت کریمہ کا ترجمہ کیا جائے تو مدیر صدق کو اگر حیرت ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ اس کا کچھ مضائقہ نہیں۔ ہر سنجیدہ مزاج جب بھی بنظر انصاف ان تشریحات پر غور کرے گا وہ احمدیہ جماعت کے معنے کی صحت کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ یہ معنے فطرت انسانی کے عین مطابق اور اسلام کے پُرامن مذہب کی شان کے شایان ہیں۔ اور یہی صحیح ترجمہ ہے نہ کہ عجیب ترجمہ!! فافہم و تدبر!!

خطبہ جمعہ

شرک کی تمام راہوں سے بچنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ کسی قسم کا تکبر بھی ہمارے دلوں میں پیدا نہ ہو

تکبّر سے اس طرح ڈرنا اور بچنا چاہیئے جس طرح ہم دہکتی ہوئی آگ میں جان بوجھ کر اپنا ہاتھ ڈالنے سے بچتے ہیں

پاک اعتقاد سے اعمال صالحہ جنم لیتے ہیں اور ہر عمل صالح نیتی کے اقرار کو چاہتا ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۳ مئی ۱۹۶۶ء بمقام ربوہ

مرتبہ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
قرآن کریم نے

کلمہ طیّبہ کی مثال

شجرہ طیبہ سے دی ہے۔ اور شجرہ طیبہ وہ بوٹا ہے جس کے اندر ایسی استعداد ہو کہ وہ اچھی طرح نشو ونما پاسکے۔ اور اچھے پھل دے سکے۔ اور پھر اسے رگایا بھی ایسی زمین میں گیا ہو۔ اور اس کی جڑیں مضبوطی کے ساتھ اس زمین میں قائم ہوں اور ہر ممکن غذا وہ زمین سے لے رہا ہو۔ اسی طرح کلمہ طیبہ کی جڑیں بھی فروتنی۔ عاجزی انکسار اور تواضع کی زمین میں مضبوطی سے قائم ہوتی ہیں۔

یاد رکھنا چاہیئے

کہ پاک کلام سے پاک اعتقاد پیدا ہوتا ہے اور پاک اعتقاد سے اعمال صالحہ جنم لیتے ہیں۔ اور ہر عمل صالح نیتی کے اقرار کو چاہتا ہے۔ اور عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ اسی کا رفع الی السماء ہوتا ہے اور اپنے بندہ کی عاجزی کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ اس کی بلندی کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اگر عاجزی اور انکسار کی بجائے اباء اور استکبار ہو تو بظاہر اچھے اور نیک اعمال بھی بندہ کے منہ پر مارے جاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے حضور مقبول نہیں ہوتے۔ اور ایسے درخت کو اللہ تعالےٰ کے فضل اس کی رحمت اور اس کی برکت کے پھل نہیں لگتے اور نہ ہی اس کی شاخیں بصفات باری کی بلندیوں اور رفعتوں سے کچھ غذا حاصل کرکے بندہ کے لئے اس زندگی میں

رضائے الٰہی کی جنت

کے حصول کا ذریعہ بنتی ہیں بلکہ بد اعتقادات بد عملیوں کو جنم دیتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا شجرہ خبیثہ ہوتا ہے جس کی جڑیں فروتنی کی زمین میں قائم ہونے کی بجائے غرور، خود پسندی، اباء اور استکبار کے "فوق الارض" میں خشک ہوکر معلق ہوتی ہیں اور غضب الٰہی اور قہر خداوندی کے زلازل اسے متزلزل رکھتے ہیں۔ اور اسے کوئی قرار نہیں ہوتا۔ (ما لها من قرار) اور بد اعتقاد اور بد اعمال انسانوں کے لئے قرب الٰہی کی راہیں اور آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں ابدی جنتوں کے وہ مستحق نہیں ٹھہرتے اسی لئے اسلام نے فروتنی، تواضع اور عبودیت پر بہت زور دیا ہے۔ اور غرور، خودپسندی اور تکبر سے بڑی سختی سے روکا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے اپنے ایک پہلے خطبہ میں بھی احباب کو اس طرف توجہ دلائی تھی غرور اور استکبار کے نتیجہ میں جو گمراہیاں، ضلالتیں، اندھیرے اور ظلم پیدا ہوتے ہیں ان کا قرآن کریم میں تفصیل سے ذکر آتا ہے۔ میں اس وقت ان میں سے بعض کی طرف احباب جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ

شرک کی تمام راہیں

تکبر کے چوراہے سے پھٹتی ہیں اور اس شجرہ خبیثہ کی جڑیں استکبار کے فوق الارض میں معلق ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

إِنَّهُمْ كَانُوٓا۟ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۔ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوٓا۟ ءَالِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ۔

(صافات آیات ۳۶-۳۷)

یعنی جب کبھی ان سے یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ صرف وہی پرستش کے لائق ہے۔ انسان کو صرف اسی کے سامنے

عاجزی اور انکسار

کے ساتھ جھکنا چاہیئے وہی تمام نیوض کا منبع ہے۔ صرف اسی سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے وہی تمام زندگی اور حیات زندگی کے تمام لوازمات کا سرچشمہ ہے کسی قسم کی کوئی زندگی اور حیات اس کے سوا کسی اور جگہ سے حاصل نہیں کی جاسکتی۔ یستکبرون تو آگے سے وہ اپنے کو صاحب عظمت اور صاحب جبروت قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ ہم میں بڑی عظمت پائی جاتی ہے۔ ہم بڑے لوگ ہیں۔ ہم صاحب جبروت ہیں۔ ہمیں خدائے واحد کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جو الٰہ ہم نے بنائے ہیں وہ ہمارے ہیں اور ہمارے بنائے ہوئے الٰہوں کے مقابلہ میں جس کو اللہ پیش کیا جاتا ہے چونکہ وہ آلھتنا میں شامل نہیں۔ وہ ہمارا بنایا ہوا رب نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس کی توحید کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور پھر ہم اسے قبول کریں بھی تو ایک شاعر اور مجنون کے کہنے پر جو جھوٹی بات کو خوبصورت پیرایہ اور احسن رنگ میں پیش کر رہا ہے۔ اور اسے کوئی سحر ہو گیا ہے۔ کوئی جن چمٹ گیا ہے۔ یہ بڑا حقیر انسان ہے جو باتیں کر رہا ہے۔ گو وہ بظاہر دل کو موہ لینے والی ہیں۔ لیکن ایسے حقیر انسان کے منہ سے ایسی باتیں نہیں نکل سکتیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ کوئی جن اس کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ اور وہ اسے اس قسم کی شاعرانہ باتیں سکھا رہا ہے۔

پس یہاں اللہ تعالےٰ نے

شرک کی حقیقی اور اصلی وجہ

کی نشاندہی کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ وہ توحید کو اس لئے ٹھکراتے ہیں۔ کہ وہ لتارکوا آلھتنا کے لئے تیار نہیں ہوتے وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا اپنے علم پر ہم اس لئے بھروسہ رکھتے ہیں۔ کہ یہ علم ہمارا ہے ہم دنیوی جاہ و جلال پر اس لئے اتنا بھروسہ رکھتے ہیں کہ بجائے اسکے کہ ہمیں خدا تعالےٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیئے کہ یہ جاہ و جلال اور یہ عظمتیں ہماری ہیں اور ہماری طرف منسوب ہونے والی ہیں۔ یہ مادی اسباب اور مال و دولت جس کے بھروسہ پر ہم دنیا میں اپنی خدائی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کسی غیر کے نہیں بلکہ ہمارے ہیں۔ ہم آلھتنا یعنی اپنے خداؤں کو چھوڑ کر خدائے واحد کی پرستش کرنے کے لئے تیار نہیں۔

پس یہاں اللہ تعالےٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ

اباء اور استکبار کے نتیجہ میں

شرک جلی بھی پیدا ہوتا ہے اور شرک خفی بھی پیدا ہوتا ہے۔ بعض لوگ تو کھلم کھلا خدائے واحد کو خدائے واحد قرار نہیں دیتے۔ اور نہ اسے تسلیم کرتے ہیں بلکہ وہ اس کے ساتھ سورج یا چاند یا بعض درختوں (ہندو لوگ بڑ کے درخت کی پوجا کرتے ہیں) یا بعض جانداروں (جیسے سانپ) کی پرستش کرتے ہیں یا اپنی دنیوی عزت۔ وقار اور جاہ و جلال یا اس علم کو جو انہوں نے اپنی کوششوں کے نتیجہ میں حاصل کیا ہوتا ہے۔ سب کچھ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب کچھ "حقیقتاً" اللہ تعالےٰ کی عطا کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے لیکن وہ اس چیز کو سمجھتے نہیں۔ وہ اپنے علم کی وجہ سے خدائے واحد و یگانہ سے منہ پھیرتے ہیں۔ جیسے مثلاً کمیونسٹ ہیں۔ کمیونسٹ ممالک نے علوم اور ایجادات میں ترقی کی ہے۔ اور بجائے اس کے کہ

وہ خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے۔ انہوں نے اپنے ہی خالق و مالک کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ اور

یہ دعوے کیا ہے

کہ وہ اس کرۂ ارض سے خدا تعالیٰ کے نام کو مٹا دیں گے۔ وہ اس کی طاقت تو نہیں رکھتے لیکن تکبر کی وجہ سے اس دعویٰ کا اعلان ضرور کر رہے ہیں۔ یا مثلاً عیسائی اقوام کو الٰہی منشا کے مطابق دنیا میں علم سے دنیا میں ایک برتری حاصل ہوئی اور علم کے میدان میں بھی انہوں نے بہت ترقی کی۔ اس ترقی کے بعد بجائے اس کے کہ وہ خدائے واحد یگانہ کی طرف جھکتے اور حمد کرتے ہوئے اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے انہوں نے اس کے مقابلہ پر اپنا تمام زور اپنی تمام طاقت اور اپنے تمام اموال یسوع مسیح کی خدائی کو ثابت کرنے پر لگا دیئے۔

غرض اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ

تکبر اس قسم کا گھناؤنا گناہ ہے

ایسی بدی ہے کہ شرک کے راستے اسی کے چوراہے سے پھوٹتے ہیں۔ اور انسان نے جب بھی اللہ تعالیٰ کے مقابل کسی اور کو شریک قرار دیا تو تکبر ہی اس کی وجہ بنی تھی اور انہوں نے ان چیزوں کو جو ان کی طرف منسوب ہوتی تھیں۔ اس پاک وجود کے مقابلہ میں جو ہر مخلوق کی طرف منسوب ہوتا ہے اور ہر مخلوق اس کی طرف منسوب ہونے والی ہے زیادہ عظمت دے دی۔ پس تکبر ایک گناہ کبیرہ اور ایسی بدی ہے جس کے مقابلہ میں کسی اور گناہ اور بدی کو بڑا قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور شرک کی بدی تکبر سے ہی پھوٹتی ہے۔

دوسری چیز

جو تکبر کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ الٰہی اور آسمانی تعلیم سے محرومی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں فرماتا ہے۔

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ
رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ
أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ

(ع ۱۱)

یعنی جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول اس تعلیم کو لے کر آیا جسے تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تھے تو تم نے تکبر کا مظاہرہ کیا یعنی اپنی بد عادات، گندی روایات، بد رسوم اور جھوٹے اعتقادات کو اپنے تکبر کی وجہ سے آسمانی تعلیم سے بہتر سمجھا۔ اور آسمانی تعلیم کو اپنے تکبر کی وجہ سے تم نے ٹھکرا دیا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ جن لوگوں میں تکبر پایا جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو صاحب عظمت، صاحب رفعت اور صاحب طاقت و دولت سمجھتے ہیں۔ اور دوسروں کو اپنے جیسا نہیں سمجھتے اور

اس تکبر کے نتیجہ میں

ہر وہ رسم ہر وہ عادت ہر وہ خیال اور ہر وہ اعتقاد جو وہ بچپن سے سنتے آتے ہیں قبول کر لیتے ہیں۔ اور جب گندی چیزوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماتے ہوئے اور صحیح عقائد ان کے سامنے رکھنے کے لئے اپنے رسول کو بھجواتا ہے۔ اور وہ اس کی لائی ہوئی آسمانی ہدایت کو سنتے ہیں تو بجائے اس کے کہ وہ خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہوں اور کہیں کہ ہمارے رب نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے لئے کسی عمل کے بغیر اور ہمارے کسی استحقاق کے بغیر آسمان سے ہدایت کو نازل کیا تاکہ ہم اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کر سکیں اور خدا تعالیٰ کے قرب کو پا سکیں۔ انہوں نے اِتَّبَعَ هَوَاهُ کے ماتحت اپنی ہی پسند، اپنی ہی خواہش اور اپنی ہی عادتوں کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت۔ اس کی تعلیم اور آسمانی نور کے مقابلہ میں افضل اعلیٰ اور ارفع سمجھا۔ اور اس طرح وہ الٰہی ہدایت اور آسمانی نور کے قبول کرنے سے محروم ہو گئے سو یہ بھی ایک نہایت ہی بھیانک برا اور مہلک نتیجہ ہے جو تکبر کی وجہ سے نکلتا ہے

اس کے علاوہ

یہ آیت اس طرف بھی اشارہ کر رہی ہے

کہ ایک تو وہ لوگ ہیں جو کافر ہوتے ہو متکبر ہوتے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے رسول کو نہیں مانا یہ لوگ تو خدا تعالیٰ کی ہدایت اور نور سے محروم تھے ہی لیکن جو لوگ خدا اور اس کے رسول کو ماننے والے ہیں وہ بھی بعض دفعہ اپنے تکبر کی وجہ سے الٰہی ہدایت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نفس مثلاً پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص ان کے پاس آئے اور ان کو یہ بتائے کہ تمہارے اندر فلاں کمزوری پائی جاتی ہے تم اسے دور کرو۔ وہ کہتے ہیں ہماری بے عزتی ہو گئی یا مثلاً کوئی شخص کسی بڑے مالدار کو یہ کہے کہ دیکھو تم غریبوں پر رحم کیا کرو۔ تو وہ سمجھتا ہے کہ اس شخص نے میری بے عزتی کی ہے اور اس طرح وہ اپنے آپ کو اسلامی حکم سے بالا سمجھنے لگتا ہے اور اپنے آپ کو ان نیوں سے محروم کر لیتا ہے جن فیوض کو وہ اسلامی تعلیم کے ذریعہ حاصل کر سکتا ہے۔

تیسری چیز

جس کا ذکر قرآن کریم نے اس ضمن میں کیا ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے جو نشانات اور آیات اُتارتا ہے ایک متکبر انسان ان کو قبول کرنے کی بجائے اور ان کے نتیجہ میں اپنے رب کا عرفان حاصل کرنے کی بجائے ان کی تکذیب شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ
النَّارِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ.

(اعراف ع ۴)

یعنی وہ لوگ جو ہماری آیات کا انکار کرتے ہوئے اور تکبر کرتے ہوئے ان سے اعراض کرتے ہیں وہ دوزخی ہیں وہ دوزخ میں ایک لمبے عرصہ تک پڑے رہیں گے

یہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کی توجہ اس طرف پھیری ہے کہ ہم اپنی رحمت بے پایاں کے نتیجہ میں تمہاری اصلاح کی خاطر اور تمہارے لئے اپنے قرب اور رضا کی راہیں کھولنے کے لئے آسمانی آیات۔ نشانات اور معجزات اُتارتے رہیں گے لیکن تم بھی عجیب ہو کہ جب ہم تم پر اپنے قرب کی راہ کھولنا چاہتے ہیں اور آسمان سے نشانات کو اتارتے ہیں تو تم اپنے غرور و خود پسندی، عناد اور تکبر کی وجہ سے ان کی طرف توجہ نہیں کرتے اور ان راہوں کو اپنے اوپر مسدود کر لیتے ہو۔ غرض یہاں اللہ تعالیٰ نے

استکبار کا ایک نہایت ہی بد نتیجہ

یہ بتایا ہے کہ متکبر انسان اللہ تعالیٰ کے نشانات سے وہ فائدہ نہیں اُٹھاتا یا وہ فائدہ نہیں اُٹھا سکتا جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسمان سے ان نشانات کو نازل کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ تکبر کی وجہ سے میری آیات کو جھٹلاتے ہیں وہ میرے غضب کی آگ میں پڑنے والے ہیں اور انہیں ایسا دردناک عذاب پہنچے گا کہ وہ سمجھیں گے کہ یہ عذاب تو ختم ہونے والا نہیں۔ ابدالآباد تک کا ہے۔

پھر اسی مضمون کو سورۃ اعراف میں دوسری جگہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ
الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ
فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وَإِن يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ
لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا وَ
إِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ
لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا
وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ
يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا.
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا
بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا
غَافِلِينَ.

(رکوع ۱۷)

یعنی میں جلد ہی ان لوگوں کو جنہوں نے بغیر کسی حق کے دنیا میں تکبر کیا ہے اپنے نشانوں کی شناخت سے محروم کر دوں گا اور اپنے نشانوں سے جو فائدہ انہیں پہنچ سکتا ہے اس فائدہ سے محروم کر کے اپنے سے دور کر دوں گا۔ اور اگر وہ ہر ممکن نشان بھی دیکھ لیں تو وہ ان آیات پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اگر وہ سیدھا راستہ دیکھ بھی لیں تو اسے کبھی نہیں اپنائیں گے نہیں اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اسے وہ اپنا لیں گے۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے ہماری آیات کی (بوجہ تکبر کے) تکذیب کی اور وہ ان سے غفلت برت رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ تکبر کے نتیجہ میں جو لوگ میری آیات کو جھٹلاتے ہیں میں دین میں بھی اور دنیا میں بھی

کامیابی کی راہیں ان پر مسدود کر دیتا ہوں

تکبر ہمیشہ بغیر حق کے ہوتا ہے سوائے بعض شاذ اور استثنائی مظاہروں کے جو گو تکبر نہیں ہوتے لیکن تکبر سے ملتے جلتے ہیں۔ جیسا کہ جب مسلمان پہلی بار حج کے لئے مکہ گئے تو اس وقت باوجود جسمانی کمزوری کے وہ طواف کے دوران بڑے اکڑ اکڑ کر چلتے تھے۔ تا مکہ والے یہ نہ سمجھیں کہ مسلمان مدینہ جا کر کمزور ہو گئے ہیں۔ ان کی صحتیں خراب ہو گئی ہیں۔ اور اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل سے جو صحت اور جسمانی مضبوطی کی صورت میں ان پر تھا محروم ہو گئے ہیں۔ اگر صحابہ کے اس مظاہرہ کو تکبر کا نام دیا جائے تو اسے بغیر حق نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ ان کا ایسا کرنا محض خدا تعالیٰ کے لئے تھا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تکبر جو عام طور پر اپنے نفس کی بڑائی کے لئے ہوتا ہے میری کبریائی کے اظہار کے لئے نہیں ہوتا وہ حق کے بغیر ہی ہوتا ہے

اور یہ جو لوگ تکبر کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں یعنی اپنے آپکو کچھ کا کچھ جاننے کی وجہ سے اپنے آپکو بڑی عظمت والا۔ بڑے جبروت والا۔ بڑی طاقت والا، بڑے مال والا، بڑی وجاہت والا اور بڑے علم والا سمجھنے کی وجہ سے میری آیات کو جھٹلا دیتے ہیں اور ان کی طرف توجہ نہیں کرتے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ان کے اندر ان بدعملیوں کی وجہ سے ایک ایسی تبدیلی پیدا ہو جائے گی کہ وہ حق کے قبول کرنے سے

ہمیشہ کے لئے محروم کر دیئے جائیں گے

اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب بھی رشد و ہدایت اور کامیابی کا کوئی راستہ ان کے سامنے آئے گا وہ اس راستہ پر نہیں چلیں گے یعنی میری آیات کے جھٹلانے کی وجہ سے جو تکبر کے نتیجہ میں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ دین میں بھی اور دنیا میں بھی کامیابی کی راہیں ان پر مسدود کر دے گا۔ منکرین ان کچھ عرصہ کے لئے تو شاید اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت سمجھیں اور بڑا کامیاب سمجھیں لیکن آخر کار اسی دنیا میں انہیں اللہ تعالےٰ ناکام اور نامراد کرتا ہے۔ وہ کامیابی کا منہ کبھی نہیں دیکھتے اور عاقبت ہمیشہ متقی لوگوں کے لئے ہی ہوتی ہے

آخری کامیابی صرف مومنوں کو ہی نصیب ہوتی ہے

عنصری فتح عبرت ان لوگوں کو ہی ملتی ہے جو نہایت عاجزی اور انکسار کے ساتھ اپنے رب کی چوکھٹ پر پڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان متکبرین کو کامیابی کی راہیں کبھی نہیں ملیں گی اور وہ راستے جو ان کے لئے مصیبت بن جائیں گے ان کو وہ خوشی سے قبول کریں گے اور نہیں جانیں گے کہ ان کا انجام کیا ہے اور جب وہ اس راستہ پر چل کر اپنے زعم میں خوشی خوشی منزل پر پہنچیں گے تو اس منزل کو نارِ جہنم پائیں گے۔ اور یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے تکبر کیا۔ ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے غفلت برتی۔ یہ ایک نہایت ہی بھیانک سزا ہے جو ان لوگوں کے لئے تجویز کی گئی ہے جو تکبر سے کام لیتے ہیں۔ اور جس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالےٰ کے نشانات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

الٰہی سلسلوں میں

نشانات اور آیات کا ایک دریا

بہہ رہا ہوتا ہے۔ اور جماعت مومنین کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ان آیات اور نشانات کو دیکھے ان کو سمجھے اور جس غرض کے لئے وہ نشانات ظاہر کئے گئے ہیں۔ اس کو وہ پورا کرے اسی طرح جو فائدہ ممکن طور پر وہ اس سے اٹھا سکتا ہو اس سے اٹھائے۔ اور یہ صرف کافروں کے لئے ہی نہیں مومنوں کے لئے بھی فرض ہے کہ وہ تکبر کی باریک سے باریک راہوں سے اجتناب کرتے ہوئے آسمانی نشانات اور آیات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے ہوں۔

اللہ تعالےٰ کا فیضان

جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام میں جاری ہوا۔ وہ فیضان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اب پھر سے ہم جیسے کمزور اور ناتواں اور عاجز بندوں کو ملنا شروع ہو گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ لاکھوں نشانات جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد بھی دکھلا چکا ہے۔ اور جب بھی کرائسس (crisis) یعنی خطرناک حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ آسمان سے نشانات بارش کی طرح نازل ہونے لگتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں ہم نے آسمان سے بارش کی طرح نشانات کا نزول دیکھا۔

. . . .

. . . .

. . . .

پھر جہاں اللہ تعالےٰ جماعت احمدیہ کے بزرگ افراد کو انفرادی طور پر اپنے نشانات سے نوازتا ہے وہاں وہ جماعت کو بحیثیت جماعت بھی اپنے نشانات آیات اور معجزات سے نوازتا رہتا ہے اور جماعت کے افراد کا فرض ہے کہ وہ جب خدا تعالےٰ کے اس احسان کو دیکھیں تو ان کے دل میں رائی کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی تکبر پیدا نہ ہو۔ وہ نہایت عاجزی کے ساتھ خدا تعالےٰ کے ان احسانوں کا شکریہ ادا کرنے والے ہوں تا کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان کی شکر گذاری کے نتیجہ میں جماعت کو پہلے سے زیادہ نشانات اور آیات دکھاتا چلا جائے۔

اس وقت میں ان

تین باتوں کی طرف

جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں احباب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

اوّل یہ کہ اگر شرک کی باریک راہوں سے بچنا ہو تو کسی قسم کا بھی تکبر ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم اور ہدایت کا ہم نے حق ادا کرنا ہو تو پھر بھی ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہمارے دل اور نفس میں کسی قسم کا تکبر پیدا نہ ہو۔

تیسرے اگر ان آیات سے جو اللہ تعالےٰ ہمارے لئے آسمان سے نازل فرما رہا ہو۔ ہم نے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا ہو اور استفادہ کرنا ہو تو

ہمارے لئے ضروری ہے

کہ ہم تکبر سے اس طرح ڈرنے والے اور بچنے والے ہوں جس طرح کہ ہم دہکتی ہوئی آگ میں جان بوجھ کر اپنا ہاتھ ڈالنے سے بچتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل [illegible])

مغرب سے سچائی کے آفتاب کا پُرکیف طلوع

(بقیہ صفحہ اوّل)

قبضہ کر لیا تھا۔ اس دجالی فتنہ کی دو دھاری تلوار اگر ایک طرف بیرونی دنیا میں عیسائی مشنریوں کا وسیع جال پھیلا کر لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہی تھی تو دوسری طرف یورپ اور امریکہ میں اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے خلاف بے بنیاد اور جھوٹے الزامات تراش تراش لوگوں کو اسلام سے متنفر کر رہی تھی۔

الغرض اس زمانہ میں ایک طرف مسلمانوں کی اندرونی کمزوری اور بدحالی اور دوسری طرف عیسائیت کی زبردست یلغار کے باعث اسلام کا سفینہ ایک خوفناک منجدھار میں پھنس کر بری طرح ہچکولے کھا رہا تھا اور بظاہر حالات یہی نظر آتا تھا کہ یہ ڈوب کر ہی رہے گا۔

تیرہویں صدی ہجری میں اسلام کے اس سسکیاں لیتے ہوئے اور نیم مردہ جسم کی مسیحائی کے لئے اللہ تعالےٰ نے پنجاب کی ایک گمنام بستی یعنی قادیان کی سرزمین سے مسیحِ دوران اور مہدیٔ زمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اسلام کی مدافعت کے لئے منتخب کیا۔ اور آپ کے قلب صافی میں اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بے پناہ عشق و محبت اور اسلام کے لئے غیرت و حمیت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ اسلام کی بے کسی و بیچارگی کو دیکھ کر آپ کی روح خدائے ذو الجلال کے حضور بے قرار و وارفتہ ہو کر یوں گویا ہوتی ہے۔

فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

اس مضطرب اور بے قرار دل کی آہ و زاری اور دعاؤں کو خدا تعالےٰ نے شرفِ قبولیت بخشا اور اپنے وعدہ کے مطابق اسلام کی ناؤ کو حوادث اور مصائب کے ان پُرخطر ہولناک طوفانوں سے بچا کر حفاظت کے ساتھ کامیابی و کامرانی کے ساحل تک لے جانے کے لئے آپ کو مامور فرمایا۔

بظاہر مایوس کن اور ناموافق حالات میں آپ نے خدا تعالےٰ سے خبر پا کر دنیا میں اعلان کیا کہ اے تاریکی کے پرستارو اور ظلمات میں زندگی بسر کرنے والو! خوش ہو کہ اب اخیر شب ہے اور اسلام کا آفتاب ایک بار پھر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہونے کو ہے۔ آپ اپنی تصنیف فتح اسلام میں فرماتے ہیں

"روحانی فتح جو اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے" (باقی آئندہ)

ولادت

قادیان ۷ رمئی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے شریف احمد شیخوپوری کو لڑکا عطا فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

(ایڈیٹر)

برصغیر ہندو پاک کی بندرگاہیں

اور بنی اسرائیل کے تجارتی بیڑے

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ انچارج بمبئی)

یہ حقیقت ہے کہ جس دن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس برصغیر کے متعلق یہ فرمایا کہ یہ جلاوطن اسرائیلیوں کی پناہ گاہ یا دار الہجرت ہے اس دن سے اس برصغیر کی تاریخ میں ایک انقلاب سا آگیا ہے اور اس کے نئے نئے زاویے منظر عام پر آنے لگے ہیں۔

ابھی تک جو تحقیقات ہو چکی ہیں ان سے بس اتنا ثابت ہوا ہے کہ اس سرزمین کے شمال مغرب میں بنی اسرائیل کے اسیر قبائل جناب مسیح ناصری، ان کے متعلقین اور حواریوں نے پناہ لی۔ اور جنوبی ہند کے مغربی و مشرقی ساحلوں پر وہ یہودی پناہ گزین ہوئے۔ جو سنہ ۷۰ء میں طیطس رومی کے غضبناک حملے اور یروشلم کی تباہی کے بعد اپنا ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے۔

لیکن یہ بات ہنوز تحقیق طلب ہے کہ کیا ان دونوں واقعات سے پہلے بنی اسرائیل اس برصغیر میں آیا کرتے تھے۔ اور اس سرزمین سے ان کے خوشگوار تعلقات تھے تو تازہ تحقیق اس کا جواب اثبات میں دیتی ہے

عہد سلیمانی

اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ بنی اسرائیل کے تجارتی بیڑے سمندر کے راستے اس برصغیر کے ساحلوں پر آیا کرتے تھے۔ خصوصاً "عہد سلیمانی" میں یعنی لگ بھگ ایک ہزار سال قبل مسیح۔ اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ملک میں انتشار پیدا ہوا۔ اور ان کی سلطنت دو حصوں میں بٹ گئی تو گو دونوں ملک اس آمد و رفت میں تعطل ضرور پیدا ہوا۔ مگر ڈیڑھ سو سال کے بعد بنی اسرائیل کے تجارتی قافلے پھر بدستور آنے لگے۔ "بائیبل" میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دولت۔ زر و جواہر۔ سونا چاندی۔ ہاتھی دانت زرنگار شاہی محلات۔ لذیذ دستر خوان اور آپ کے "چڑیا گھر" میں بندروں اور موروں کا جو ذکر آتا ہے۔ آخر یہ چیزیں آپ کے پاس کہاں سے آئی تھیں۔ اگر ہم "بائیبل" کے الفاظ ...... پر غور کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کے بعد ملک شام کی دونوں یہودی ریاستوں یعنی "یہودیہ" اور "سامریہ" کے بنی اسرائیل بہت وسیع پیمانے پر "کوکن" مہاراشٹر (بھارت) کی بندرگاہ "سوپارہ" (SOPARA) سے تجارت کیا کرتے تھے۔ بائیبل کی عبارت یہ ہے۔

> اور اس نے (ملکہ سبا نے) بادشاہ کو (حضرت سلیمان کو) ایک سو بیس قنطار سونا اور مصالح کا بہت بڑا انبار اور بیش بہا جواہر دیئے۔ اور جیسے مصالح سبا کی "ملکہ سبا" نے سلیمان بادشاہ کو دیئے ویسے پھر کبھی ایسی بہتات کے ساتھ نہ آئے اور "حیرام" کا بیڑہ بھی جو "اوفیر" سے سونا لاتا تھا۔ بڑی کثرت سے چندن کے درخت اور بیش بہا زر و جواہر "اوفیر" سے لایا۔ سو بادشاہ نے خداوند کے گھر اور شاہی محلات کے لئے چندن کی لکڑی کے ستون اور بربط اور گانے والوں کے لئے ستار بنائے چندن کے ایسے درخت نہ کبھی آئے نہ کبھی آج کے دن تک دکھائی دیئے۔
>
> اور جتنا سونا ایک برس میں سلیمان کے پاس آتا تھا۔ اس کا وزن چھ سو چھیاسٹھ قنطار تھا ..... ماسوا اس کے بادشاہ نے ہاتھی دانت کا ایک تخت بنایا اور اس پر سب سے چوکھا سونا چڑھوایا .. .... اور سلیمان بادشاہ کے پینے کے سب برتن سونے کے تھے اور "لبنانی بن" کے گھر کے سب برتن بھی سونے کے تھے۔ چاندی کا ایک بھی نہ تھا۔ کیونکہ سلیمان کے ایام میں اس کی کوئی قدر نہ تھی۔ کیونکہ بادشاہ کے پاس سمندر میں "حیرام" کے بیڑے کے ساتھ ایک "ترسیسی" بیڑا بھی تھا۔ یہ ترسیسی بیڑا تین برس میں ایک بار آتا تھا۔ اور سونا چاندی ہاتھی دانت اور بندر اور مور لاتا تھا سلیمان بادشاہ دولت اور حکمت میں سب بادشاہوں پر سبقت لے گیا۔ (سلاطین ۱ ۱۰/۱۴-۲۲)

یہ عبارت کتاب سلاطین ۱ کے دسویں جملے سے شروع ہوتی ہے۔ اور مسلسل ۲۲ویں جملے تک چلی جاتی ہے۔ میں نے صرف وہی جملے نقل کئے ہیں جن میں سونا چاندی۔ زر و جواہر۔ صندل کے درخت۔ ہاتھی دانت۔ بندروں اور موروں کا ذکر ہے۔

ہندو پاک کی برآمدات

اب سب سے پہلے ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ چیزیں کس ملک میں پائی جاتی تھیں۔ اور دنیا بھر کے تجار کس ملک سے ان چیزوں کا بیوپار کرتے تھے۔ تو مذکورہ بالا اشیاء کے متعلق تمام مورخوں اور سیاحوں کی متفقہ شہادت ہے کہ یہ اشیاء برصغیر ہندو پاک میں پیدا ہوتی تھیں۔ اور یہیں سے دوسرے ممالک کو برآمد کی جاتی تھیں۔ یہ بات معلوم کرنے کے لئے خصوصیت سے مسلمان سیاحوں اور تاجروں کے سفرناموں کا مطالعہ کرنا چاہیئے جیسے سلیمان ناصر۔ ابو زید سیرانی۔ مسعودی اور ابن بطوطہ وغیرہ۔

تین ہزار سال قبل مسیح

غیر ممالک کے لئے ان اشیاء میں کتنی کشش تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ تین ہزار سال قبل مسیح سے غیر ملکیوں کے بڑے بڑے تجارتی بیڑے ہم کو اس برصغیر کی بندرگاہوں پر لنگر انداز نظر آتے ہیں۔ یہ ڈراوڑین "تہذیب" کا دور تھا۔ یعنی تحریری تاریخ سے قبل کا زمانہ۔ اور اس کے بعد تاریخ کا کوئی دور ایسا نظر نہیں آتا جب ان بندرگاہوں پر دنیا بھر کے دیو ہیکل جہاز لنگر انداز نہ ہوں۔ چین۔ مصر۔ روم۔ یونان۔ عرب۔ عراق۔ شام الغرض تمام ممالک کے بیڑے برصغیر کے سواحل پر نظر آتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مہم میں طبقۂ تجار کے علاوہ ہر ملک کے سیاح دانشور اشخاص اور مہم جو افراد بھی حصہ لیتے ہوں گے لیکن تمام مورخوں نے متفقہ طور پر اس ملک کی برآمدات میں ان چیزوں کا نام ضرور لیا ہے۔ جو کتاب سلاطین اول کے مندرجہ بالا حوالے میں مذکور ہیں۔ ان کے علاوہ یہ تجار یہاں سے دوائیں، عمدہ بانات، چھینٹ کے کپڑے اور کبھی کبھار لڑکیاں بھی لے جاتے تھے۔

عرب سیاح و تجار

یوں تو غیر ممالک سے اس سرزمین کا تجارتی رابطہ پانچ ہزار سال سے قائم ہے اس پورے دور میں بہت سی اقوام نے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی وہ قوم جس نے سب سے پہلے کھلے سمندر میں سفر کیا۔ وہ "فینقی" قوم ہے۔ یہی سب سے پہلے اس برصغیر کی بندرگاہوں پر آئے۔ یہ حضرت سلیمان کے پڑوسی "کنعانی عرب" تھے۔ اس کے بعد روم۔ یونان اور شام نے سمندری بیڑے بنائے۔ اور یہ ہندوستان کے ساحلوں پر آنے لگے۔ مگر یہ سچ ہے کہ جب تک عرب اس میدان میں نہ آئے۔ سمندر کے راستوں۔ بندرگاہوں کے محل وقوع اور تجارت کی نوعیت پر کوئی تحریر وجود میں نہ آسکی۔ عربوں کا دنیا پر یہ احسان ہے کہ ان کے تاجروں، سیاحوں اور دانشوروں میں سے بہتوں نے اپنا اپنا سفرنامہ مرتب کیا۔ جن میں عجائبات سفر کے علاوہ سمندری راستوں کی تعیین۔ بندرگاہوں کا محل وقوع۔ اور تجارت کی نوعیت پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ ان تمام سفرناموں کا بھی یہی بیان ہے کہ اس برصغیر کی بندرگاہوں پر جو بڑے بڑے تجارتی جہاز آتے وہ ان چیزوں کا ضرور بیوپار کرتے۔ جو کتاب سلاطین اول کے مذکورہ بالا حوالے میں درج کی گئی ہیں۔

دنیا کی مانگ

ان چیزوں کی دنیا بھر کے بازاروں میں کتنی مانگ تھی۔ یہ بات اس طرح معلوم کر سکتے ہیں کہ عہد وسطیٰ میں جب اہل عرب "بحر عرب" پر اور "آل عثمان" "بحیرہ روم" پر قابض ہو گئے۔ اور یورپین اقوام کے لئے ان راستوں سے ہندو پاک کے ساحلوں پر آنا ناممکن ہو گیا تو پرتگیزی انہیں گرم مصالحوں کی تلاش میں افریقہ کا لمبا چکر کاٹ کر "کالی کٹ" آئے۔ یہاں آکر انہوں نے دیکھا کہ ان چیزوں کی تجارت کلیتہً مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے تو ان دونوں میں خوب رقابت چلی۔ آخرکار انہوں نے بڑے بڑے جتن کر کے عربوں کے ہاتھ سے یہ تجارت چھین لی۔ پرتگیزیوں کی اس کامیابی کی خبر جب فرانسیسیوں، انگریزوں اور دوسری یورپین اقوام کو ملی تو وہ بھی اس تجارت پر قبضہ کرنے کے لئے سمندر میں کود پڑیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ ہندو پاک کی ان پیداواروں میں دنیا کے لئے بڑی کشش تھی۔ اور وہ اس تجارت کے ذریعہ بہت زیادہ دولت کمایا کرتے تھے۔

تجارتی جہاز

یہ تجارت کتنے وسیع پیمانے پر ہوتی تھی۔ یہ بات ہم ان جہازوں کی لمبائی چوڑائی سے معلوم کر سکتے ہیں۔ جو یہ سامان تجارت لے جاتے تھے۔ یہ جہاز اتنے بڑے ہوتے تھے کہ ان میں ملاحوں اور محافظ دستوں کی تعداد بھی ایک ہزار کے قریب ہوتی تھی! اتنے آدمیوں کے لئے خوراک اور پانی کا ذخیرہ رکھنے کی جگہ ہوتی تھی۔ پھر اس میں علیحدہ علیحدہ کمرے ہوتے جس میں جہازوں کے مالک یا اپنی لونڈیوں کے ساتھ خلوت میں رہا کرتے تھے۔ پھر اس میں سامان تجارت کے لئے گودام ہوتا تھا۔ جس میں ہزاروں ٹن مال لادا جاتا۔

ایک عرب تاجر کا بیان ہے کہ جب میرا جہاز سامان لے کر عمان پہنچا تو اس نے

حاکم کو ایک لاکھ درہم کی رشوت دی کہ اس کے جہاز کا مال نہ دیکھا جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ ہر پھیرے میں کروڑہا روپے کا مال لے جایا کرتے تھے۔

عہد عالمگیری کے جہاز

ممکن ہے کہ جہازوں کی یہ لمبائی چوڑائی آج تعجب خیز معلوم ہو۔ مگر جب ہم "منتخب التواریخ" میں ملا عبد القادر بدایونی کا یہ بیان پڑھتے ہیں کہ عالمگیر جہاز جو ہر سال حجاج کو لے کر عرب لے جایا کرتا تھا اس پر کچھ بندوقیں اور آتشی توپیں نصب تھیں۔ یا جب ہم سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جہاز کا حال پڑھتے ہیں جس میں آپ نے سفر حج کیا۔ وہ جہاز اتنا بڑا تھا کہ ایک کنارے کا مسافر دوسرے کنارے کے مسافر کو نہیں پہچان سکتا تھا تو ہمارا تعجب دور ہو جاتا ہے۔ مشہور سیاح ابن بطوطہ نے بھی اس قسم کے جہازوں کا ذکر کیا ہے۔ ان جہازوں میں چین کے جہاز سب سے بڑے ہوتے تھے اتنے بڑے بڑے جہاز بنانے کے لئے ہر ملک میں جہاز سازی کے کارخانے تھے۔ روم میں جو جہاز تیار ہوتے ان کے تختے کیلیں ٹھونک کر جوڑے جاتے تھے۔ اور ہندوستان میں جو جہاز بنتے وہ ناریل کے رسوں سے سیئے جاتے تھے۔

حضرت سلیمان کی آمدنی

کتب سلاطین میں "حیرام" اور "ترسیس" کے تجارتی بیڑوں کا جو ذکر آیا ہے۔ وہ بھی ایسے ہی بیڑے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے ان تجارتی بیڑوں سے سالانہ چھ سو چھیاسٹھ قنطار کی آمد ہوتی تھی۔ کتاب سلاطین کی آیت یہ ہے

اور جتنا سونا سلیمان کے پاس آتا تھا اس کا وزن سونے کا چھ سو چھیاسٹھ قنطار تھا (۱ تا ۱۴)

یعنی لگ بھگ پونے دو کروڑ اسٹرلنگ

اس کے علاوہ وہ تاجروں اور اپنے ملاقاتی گورنروں سے لاکھوں اسٹرلنگ وصول کرتے تھے۔ یہاں کے تجارتی بیڑوں کا ٹیکس ہوتا تھا۔ وہ بھی اس برصغیر کی بندرگاہوں سے تجارت کیا کرتے تھے۔

اوفیر

کتب سلاطین کے مذکورہ بالا حوالے سے ظاہر ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سونے کا وافر مقدار موجود رہتا تھا اس ان کے خزانے میں یہ سونا "اوفیر" سے لایا جاتا تھا۔ یہ سونا لانے کے لئے دو تجارتی بیڑے تھے۔ ایک "حیرام" کا دوسرا "ترسیس" کا۔

اوفیر کہاں تھا؟

کتاب سلاطین کا اوفیر یا "عفیر" ہمیشہ محققوں کی توجہات کا مرکز رہا ہے۔ یہ جگہ کہاں تھی؟ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس کہاں سے اتنے کثیر مقدار میں سونا آتا تھا؟

اس کی جائے وقوع کے متعلق اقوال مختلف ہیں۔ کسی نے اس کو سومالی لینڈ کے شہر سلیمہ کی بندرگاہ قرار دیا ہے۔ کسی نے خلیج عقبہ کی بندرگاہ کہا ہے۔ اور کسی نے اس کا محل وقوع وادی سندھ کے کنارے بتایا ہے۔ "ویسٹ منسٹر ڈکشنری آف بائبل" میں یہ تینوں اقوال دیئے گئے ہیں۔

ان اقوال کے علاوہ ایک اور قول بھی ہے۔ وہ یہ کہ "اوفیر" "کوکن" (مہاراشٹر) کی ایک بندرگاہ تھی۔ اسلامی اقتدار سے پہلے یہی ہندوستان کی سب سے بڑی بندرگاہ تھا۔ مسلمانوں نے جب اس کے آس پاس نئی نئی بندرگاہیں قائم کرلیں تو "اوفیر" کی تجارت متاثر ہونے لگی۔ حتیٰ کہ چودھویں صدی عیسوی میں یہ بندرگاہ بالکل اُجڑ گئی۔

اوفیر کا محل وقوع

"اوفیر" کا محل وقوع یہ بتایا گیا ہے بھڑوچ (کاٹھیاواڑ) سے تین سو میل جانب جنوب اور بمبئی سے تیس میل جانب شمال یہ بندرگاہ "ویترنا ندی" کے کنارے واقع تھی جس پر آج کل حکومت مہاراشٹر ایک بند کی تعمیر کر رہی ہے اور جو آج کل ویسٹرن ریلوے کا اسٹیشن ہے۔

یہودی عالم کی تازہ تصنیف

اوفیر کے متعلق یہ تازہ تحقیق ہے جو ایک یہودی عالم "سالم سموئل" نے اپنی تازہ تصنیف "بنی اسرائیل ان مہاراشٹر سٹیٹ" BENI ISRAEL IN MAHARASHTRA STATE میں پیش کی ہے۔

یہ کتاب ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی ہے اس سے پہلے اسی موضوع پر "سموئل حیام" کی ایک کتاب "بنی اسرائیل اف بمبئی پریذیڈنسی" شائع ہو چکی ہے۔

ہندوستان کے یہودی

ان کتابوں کی تصنیف کا سبب یہ ہے کہ جب سے فلسطین میں اسرائیلیوں کی حکومت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ہندوستان کے اسرائیلیوں کو اپنے حسب و نسب کی فکر دامن گیر ہو گئی ہے۔ یہ لوگ جب ہندوستان چھوڑ کے فلسطین یا اپنے عقیدے کے مطابق "ارض موعود" گئے تو وہاں کے یورپین اور امریکن یہودیوں نے ان کے ساتھ مساوات کا سلوک نہیں کیا۔ ان کو کمتر اور مخلوط النسل یہودی قرار دیا گیا۔ اس دن سے بھارتی یہودیوں کو اپنے حسب و نسب کی تحقیق کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ یہ دونوں کتابیں اسی سلسلہ کی دو کڑیاں ہیں۔ ان کتابوں کی تصنیف پر ان دونوں مصنفوں کو ہر طرف سے مبارکباد ملی ہے۔ لیکن سچ پوچھیے تو ہمارے عقیدے کے مطابق یہ ایک ابتلا ہے۔ اور انشاء اللہ اس کی انتہا اس کی تحقیق پر ہوگی۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمائی ہے۔

اوفیر کی برآمدات

ہم کو "اوفیر" کی جائے وقوع متعین کرنے سے پہلے ایک مرتبہ پھر کتاب سلاطین کی آیات دماغ میں مستحضر کر لینی چاہئیں۔ اوفیر سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حسب ذیل چیزیں لائی جاتی تھیں

زرد جواہر۔ سونا چاندی
چندن کے درخت۔ ہاتھی دانت
گرم مصالحہ لونگ الائچی۔ گول مرچ۔ دارچینی
تیز پات۔ لونگ وغیرہ۔
بندر اور مور

اس لئے "اوفیر" کا محل وقوع ایسے ہی علاقے میں ہونا چاہیئے۔ جہاں یہ چیزیں وافر مقدار میں پائی جاتی ہوں۔

"اوفیر" کے جو تاریخی و جغرافیائی حالات کتاب مذکور کے مصنف نے لکھے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

اوفیر کے حالات

یہ عہد قدیم و عہد وسطیٰ میں بھارت کی سب سے بڑی تجارتی بندرگاہ تھی۔ ہندوؤں۔ جینیوں اور بودھوں کی قدیم کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ مہابھارت میں اس کو مقدس مقام دیا گیا ہے۔ ہندو یہاں تجارت کے علاوہ تیرتھ اور اشنان کے لئے بھی آیا کرتے تھے۔ مہاراجہ اشوک کے زمانے میں اس کو "سورن نگری" سونے کا شہر کہا جاتا تھا۔ اس کے قریب ہی سونے کی کان پائی جاتی تھی جس سے کثیر مقدار میں سونا نکالا جاتا تھا۔ دوسری کان کچھ دور "راجکوٹ" کے قریب تھی۔ اس کان کا سونا بھی اوفیر لایا جاتا تھا۔

بودھوں کا اجتماع

مہاراجہ اشوک کے عہد میں یہاں بودھوں کا ایک عالمی اجتماع بھی ہوا تھا جس میں ستر ہزار بدھ بھکشوؤں نے شرکت کی تھی۔ ۱۸۸۲ء میں اسی جگہ سے اشوک کا ایک کتبہ نکلا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر اوفیر بہت ترقی یافتہ اور خوبصورت تھا۔ یہی "کوکن" کی راجدھانی تھا۔ اور بھارت میں تجارت کی سب سے بڑی بندرگاہ بھی تھی۔ کم سے کم چودہ سو سال قبل مسیح سے اس بندرگاہ کو یہ تجارتی اہمیت حاصل تھی۔ جنوبی ہند کے دور دراز علاقوں سے خشکی اور دریا کے راستے یہاں سامان لایا جاتا۔ کنارا، میسور اور ٹراونکور سے ہاتھی دانت۔ چندن کے درخت۔ مور اور بندر لائے جاتے تھے۔ گرم مصالحے مالابار کے علاقے سے آتے تھے۔ جنوبی ہند کے اندرونی حصے یعنی آندھرا پردیش کی پیداوار۔ سرحد اور بل کے راستے آتی تھی۔ کلیان۔ تھانہ۔ اگاشی پوری اور کھساری یہ سب تجارتی شاہراہیں تھیں۔ ان تمام راستوں سے ہر طرح کا سامان "اوفیر" لایا جاتا تھا۔ اور یہاں سے تجارتی بیڑے ان سامانوں کو غیر ممالک کی طرف لے جاتے تھے۔ ان بیڑوں میں چند بیڑے بھارتیوں کے بھی ہوتے۔ غرض بھارت کی برآمدی تجارت کی سب سے بڑی بندرگاہ "اوفیر" ہی تھی۔ دوسری بندرگاہیں جیسے بھڑوچ۔ جنجیرا۔ ڈھابل (کوکن) کرچین کوئی قدامت میں "اوفیر" کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ان میں اکثر تو ایسی ہیں جو اسلامی اقتدار کے بعد وجود میں آئیں۔ جیسے جنجیرا اور ڈھابل۔ "اوفیر" کو یہ تجارتی اہمیت اس وقت تک حاصل رہی جب تک ان نئی نئی بندرگاہوں نے اس کی جگہ نہیں لے لی۔

اوفیر کا پرانا نام

انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ "اوفیر" کا پرانا نام سرپاریکا (SURPAREKA) ہے جس کے معنے سمندر کے دیوتا کے ہیں۔ آہستہ آہستہ اس کے تلفظ میں تصرف ہوتا گیا اور عام لوگ اس کو سوپارہ (SOPARA) کہنے لگے اسی "سوپارہ" کو گجراتی بنیا "سوپر" (SOPER) بولتے تھے۔ یہ بنیا جو مصر، بابل، شام اور عرب میں تجارت کرتے تھے اور ہر جگہ ان کی بستیاں قائم تھیں۔ سوپارہ کو اپنے لہجے میں سوپر / SOPER کہتے۔ آرامی بولنے والوں نے اسی سوپر کو "عفیر" بنا لیا۔ یہی عفیر بائبل کے اردو ترجمے میں "اوفیر" اور انگریزی میں OPHIR بولا جانے لگا۔

یہ ترجمہ عقل کے موافق اور زبان کے قانون شکست و ریخت کے مطابق ہے۔ ہر زبان میں اس کی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں۔ کہ ایک زبان کا لفظ دوسری زبان میں جاکر کیا سے کیا بن گیا۔

ہندوستانی بندرگاہوں کی فہرست

اس استدلال کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ عرب سیاحوں اور تاجروں نے ہندوستانی بندرگاہوں کی جو فہرست دی ہے۔ اس میں "سوپارہ" کا نام بھی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں سال تک اس بندرگاہ سے اعلیٰ پیمانے پر تجارت ہوتی رہی۔ وہ فہرست یہ ہے:۔

بلوچستان کی بندرگاہ ...... تیز
سندھ کی بندرگاہ ...... دیبل
کاٹھیاواڑ کی بندرگاہ ...... کھمبایت
کوکن کی بندرگاہ ...... سوپارہ

کوکن کی بندرگاہ .... تھانہ
مالابار کی بندرگاہ ... راس کماری
مدراس کی بندرگاہ ... کولم لی

یہ فہرست سید سلیمان ندوی نے "ابن حوقل" کے حوالے سے "عرب و ہند کے تعلقات" میں دی ہے۔ اس فہرست میں "سوپارہ" کا نام بھی ہے جسے بائیبل میں "اوفیر" کہا گیا ہے۔

سنسکرت، تامل اور عبرانی نام

"سالم سموئیل" نے "اوفیر" کی جائے وقوع ثابت کرتے ہوئے اس بات سے بھی استدلال لیا ہے کہ "اوفیر" کی بندرگاہ سے جو چیزیں دربار سلیمانی میں پہنچا کرتی تھیں، ان کے نام سنسکرت، تامل اور عبرانی میں ایک سے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں اس علاقے سے آتی تھیں جہاں تامل اور سنسکرت بولی جاتی تھی۔ ان دنوں "کوکن" کے اعلیٰ طبقے کی زبان سنسکرت تھی۔ اور جنوبی ہند کے تمام لوگ تامل بولا کرتے تھے۔ جو آج بھی "تامل ناڈ" کی زبان ہے اُنہوں نے مثال کے طور پر یہ نام پیش کئے ہیں

مور۔ اس کو تامل میں TOKAI بولتے ہیں۔ اور عبرانی میں THUKE
بندر۔ سنسکرت میں KAPI کہتے ہیں اور عبرانی میں KAPH۔
ہاتھی سنسکرت میں IBHA کہتے ہیں اور عبرانی میں HABBIM۔
صندل کا درخت۔ اس کو سنسکرت میں VALGUKA بولتے ہیں اور عبرانی میں ALMUG یا ALGUM

ان چند نمونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چیزوں کے جو نام سنسکرت یا تامل میں ہیں۔ وہی تھوڑے سے تغیر کے ساتھ عبرانی میں ہیں۔ رہ گیا تھوڑا تغیر تو اس سے استدلال میں کمزوری نہیں آتی۔ چونکہ زبان کا یہ مسلّم قاعدہ ہے کہ جب ایک زبان کا لفظ دوسری زبان میں داخل ہوتا ہے۔ یا ایک ہی جگہ متعدد زبانیں بولی جاتی ہیں تو اکثر الفاظ کی آوازوں اور لہجے میں تغیر آجاتا ہے۔ کوئی زبان ان تصرفات سے خالی نہیں ہے۔

لہٰذا وہ چیزیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں تجارتی بیڑے لاتے تھے۔ ان کے ناموں کا ہندی الاصل ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ چیزیں ہندوستان ہی کے علاقے سے لائی جاتی تھیں۔ یعنی کوکن۔ مالابار اور تامل ناڈ سے۔

دریائی سفر کی مدت

دوسری چیز جو قابل توجہ ہے وہ دریائی سفر کی مدت ہے۔ "ترسیس" کے تجارتی بیڑے کو "اوفیر" کا ایک پھیرا لگانے میں تین سال لگ جاتے تھے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بندرگاہ "اوفیر" ملک شام سے بہت زیادہ مسافت پر واقع تھا۔ ان دنوں تجارتی بیڑوں کو جن راستوں سے گذرنا پڑتا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں: بحر احمر، بحیرہ روم، بحر ہند، بحر عرب، خلیج فارس، خلیج بنگال۔ چین جانے والے جہاز خلیج بنگال اور آسام کی بندرگاہوں کو چھوتے ہوئے چین کی طرف نکل جاتے تھے۔

نویں صدی کے یہودی تجار

نویں صدی عیسوی کے ایک عرب جغرافیہ نویس نے اپنے زمانے کے یہودی تاجروں کے سمندری راستوں کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یہ اگرچہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے دو ہزار سال بعد کی بات ہے۔ مگر یہ معلوم ہے کہ اس وقت تک دریائی راستوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ عہد قدیم و عہد وسطیٰ کے تجار مقررہ راستوں پر ہی جہاز رانی کیا کرتے تھے

اس جغرافیہ نویس کا نام "ابن خرداذبہ" ہے۔ یہ نویں صدی عیسوی کے وسط میں عباسی خلیفہ معتمد کے ڈاک اور خفیہ اطلاعات کا افسر تھا۔ اس نے بغداد سے مختلف ملکوں کی مسافتوں اور آمد و رفت کے راستوں کی تشریح میں کتاب لکھی ہے۔ اس کا نام "المسالک والممالک" ہے۔ وہ اس کتاب میں یہودی تاجروں کے متعلق لکھتا ہے کہ

"یہ پچھم سے پورب اور پورب سے پچھم دوڑتے پھرتے ہیں۔ یہ لونڈی۔ غلام۔ دیبا۔ ریشم کے کپڑے۔ سمور۔ پوستین۔ اور تلواریں بیچتے ہیں۔ فرنگستان سے سوار ہو کر بحر روم کے مصری ساحل پر آتے ہیں۔ وہاں خشکی پر اُتر کر تجارت کے سامان کو جانوروں کی پیٹھ پر لاد کر قلزم لاتے ہیں۔ یہاں پھر جہاز پر بیٹھ کر جدہ آتے ہیں۔ اور یہاں سے سندھ۔ ہندوستان اور چین جاتے ہیں۔ اور وہاں سے پھر اسی راستے لوٹ آتے ہیں۔

دوسرا راستہ یہ اختیار کرتے ہیں کہ یورپ سے چل کر بحر روم سے نکل کر شام آتے ہیں۔ اور پھر خشکی کی راہ یہاں سے عراق چلے جاتے ہیں۔ اور وہاں سے نہر فرات میں سوار ہو کر بغداد آتے ہیں۔ پھر جہاز میں سوار ہو کر دجلہ کی راہ اُبلہ پہنچتے ہیں۔ اور یہاں سے عمان۔ سندھ۔ ہندوستان اور چین چلے جاتے ہیں۔

یہ راستہ جو نویں صدی عیسوی کے یہودی تجار کا بتایا گیا ہے۔ کچھ ضرور نہیں کہ "حیرام" اور "ترسیس" کے بیڑے بھی یہی راستے اختیار کرتے ہوں۔ لیکن اس سے سمندری تاجروں کے راستوں اور گذرگاہوں کا ایک اندازہ ضرور ہو جاتا ہے۔ "حیرام" اور "ترسیس" کے سوداگر بھی کچھ کم و بیش اسی طرح سمندری سفر کرتے ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ اس طرح سفر کرنے میں بہت سا وقت لگتا ہوگا۔ اور اس وقت جب موسمی ہواؤں کا بھی قبل از وقت علم نہیں ہوتا تھا۔ یقیناً بہت شدید جدوجہد کے بعد یہ بیڑے منزل مقصود پر پہنچتے ہوں گے۔

ہند میں بنی اسرائیل کی قدیم ترین بستی

"سالم سموئیل" نے اور ایک تاریخی اثر کا پتہ لگایا ہے۔ وہ یہ کہ بنی اسرائیل کا ایک چھوٹا سا گروہ "کوکن" کے علاقے میں آٹھ سو سال قبل مسیح سے آباد ہے۔

اس کی تاریخ یہ بتائی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک تجارتی بیڑہ "اوفیر" کی طرف آیا تھا۔ جب وہ اس بندرگاہ سے چند میل دور رہ گیا تو باد مخالف اور طوفانی لہروں کی لپیٹ میں آگیا۔ جہاز ڈوب گیا۔ ۱۴ افراد کے علاوہ سبھی مسافر غرقاب ہو گئے۔ ان ۱۴ بچنے والوں میں سات مرد تھے اور سات عورتیں۔ یہ حادثہ "نوگاؤں" نامی گاؤں کے پاس پیش آیا۔ غرق شدہ کشتی میں سے جن کی لاشیں مل سکیں۔ وہ مقامی باشندوں کی مدد سے اسی گاؤں کے قریب دفنا دی گئیں۔ ان قبروں کے آثار ابھی تک باقی ہیں ۱۴ افراد جو بچ گئے تھے۔ وہ ایک جنگلی گاؤں میں آباد ہو گئے یہ خالص یہودی تھے۔ انہوں نے یہاں وہی پیشہ اختیار کر لیا جو فلسطین میں کرتے تھے۔ اور جس کا بائیبل میں ذکر آتا ہے یعنی "تخم" سے تیل نکالنا۔ ان کی نسل آہستہ آہستہ بڑھتی گئی۔ آج ان لوگوں کی مردم شماری بیس ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ برصغیر ہند و پاک میں یہ یہودیوں کی پہلی آبادی تھی اس نسل کے لوگ آج "بنی اسرائیل" میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ہندوستان کے متعلق بنی اسرائیل کی واقفیت

ان تمام تشریحات پر یکجائی نظر ڈالنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ "واقعۂ اسیری" اور "حملۂ طیطس رومی" کے بعد بنی اسرائیل نے اس برصغیر کا

جو رُخ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ ملک ان کا دیکھا بھالا تھا۔ وہ بڑے بڑے تجارتی بیڑے لے کر یہاں آتے تھے اور پھر یہ تو ہم کسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ یہ آنے والے جو ایک لمبی مسافت طے کر کے اور سمندری سفر کی شدائد برداشت کر کے ساحل پر پہنچتے تھے تو وہ دو چار دنوں میں ہی واپس چلے جاتے تھے۔ یقیناً وہ یہاں کچھ دن قیام کرتے ہونگے۔ اور بندرگاہ سے اندرون ملک کی طرف بھی آتے ہونگے وہ یہودی تجار جو وادئ سندھ کی بندرگاہ پر اترتے تھے انہوں نے سندھ، پنجاب اور کشمیر کے حالات معلوم کرنے کی بھی کوشش کی ہوگی۔ ان میں سے بعض مقامات دیکھے گئے بھی ہونگے تجارت ایک ایسا پیشہ ہے جس سے خود بخود تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔ تاجروں کو اپنے مقصد کی خاطر ہر قسم کے لوگوں سے ملنا پڑتا ہے۔ اس طرح وہ اسرائیلی تجار جو سندھ آتے تھے انہوں نے پنجاب اور کشمیر بھی دیکھا ہوگا۔ اور بنی اسرائیل جو "اوفیر" آتے تھے وہ کوکن اور جنوبی ہند کے دوسرے علاقوں میں بھی گئے ہونگے یہی وجہ ہے کہ جب ان پر مصیبت آئی اور ملک بدر کئے گئے تو انہوں نے اِدھر اُدھر بھٹکنے کی بجائے اس برصغیر کی راہ لی۔ اور وہ اس ملک کے شمال و جنوب میں آباد ہو گئے۔

نامکمل تحقیق

میرا خیال ہے کہ ابھی تک اس قوم کے متعلق ہم لوگوں کی تحقیقات نامکمل ہیں۔ یہ صرف ہندوستان کے شمال مغربی علاقے اور جنوبی ہند کے مغربی و مشرقی ساحلوں پر ہی نہیں رُک گئے ہونگے۔ وہ یقیناً اندرون ملک بھی پھیلے ہوں گے۔ اگر یہ بات مدنظر رکھ کر سارے ہندوستان کے آثار و مقامات کی تحقیق کی جائے تو ہر جگہ اس قوم کا کچھ نہ کچھ اثر نظر آئے گا۔

سکم

میں نے یہی مضمون لکھنے وقت جب "ترسیس" کی تحقیق کے لئے "بائیبل کا جغرافیہ" اُٹھایا تو سب سے پہلے جو صفحہ کھلا اس میں فلسطین کے مقام "سکم" کے حالات بیان کئے جا رہے تھے۔ حالانکہ اگر آج کسی ہندوستانی سے پوچھا جائے کہ "سکم" کہاں ہے۔ تو وہ فوراً کہے گا کہ ہندوستان کے شمال میں جہاں سے آجکل چینی فوجیں ہندوستان کی طرف جھانکا کرتی ہیں۔

حمص

اسی طرح اگر شہر حمص کی جائے وقوع کے متعلق مسلمانوں اور بدھوں میں مناظرہ کرایا جائے تو مسلمان عالم کہے گا کہ یہ ملک شام کا وہ شہر ہے جسے حضرت خالد بن ولید نے فتح کیا۔ اور بودھ عالم کہے گا کہ یہ تبت کا ایک شہر ہے جہاں بُدھ مذہب کی ایک بڑی سی لائبریری ہے ان دو مثالوں سے ظاہر ہے کہ ان تمام پہاڑی ریاستوں میں بنی اسرائیل کی آمد کے آثار روشن ہیں۔ اسی طرح اگر گہرائی کے اندر دفنی علاقے کی سیر کی جائے تو پورے صوبے میں بنی اسرائیل کے آثار نظر آئیں گے اکثر مقامات کے ناموں کا اگلا یا پچھلا حصہ تو "سو" کا یا "طور"۔

ان باتوں سے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو پہلے سے ہندوستان کے بہت کچھ حالات معلوم تھے۔ اسی لئے جب وہ یکے سامنے جلا وطنی کے بعد دوسرا وطن بنانے کا مسئلہ آیا تو انہوں نے ہندوستان کو ترجیح دی۔ اسرقبائل ایشیائے کوچک اور میڈیا کی طرف جلاوطن کئے گئے تھے ۲۲

۲۲۔ انہیں سے لئے وہ خشکی کی راہ افغانستان، کشمیر اور پنجاب آگئے اور "طیطس رومی" کے حملے سے جو بچے کھچے گروہ نے انہوں نے سمندری راستہ اختیار کیا۔ ۲۰۰۰ق م اپنے جانے پہچانے راستے سے ہندوستان کے ساحلوں پر آگئے۔

جنوبی ہند کا تبلیغی و تربیتی دورہ

جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے زیرِ اہتمام

سہ روزہ کامیاب جلسے

مقامی اخباروں میں تذکرے ۔ غیر از جماعت احباب کی کثیر تعداد میں شرکت ۔ تبادلۂ خیالات

حیدرآباد ۲۶ر اپریل ۱۹۶۶ء جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کا چھیالیسواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۳ر اپریل بروز ہفتہ منعقد ہوا ۔ جلسہ گاہ کے طور پر کھلی جگہ کو منتخب کیا گیا ۔ یہ جگہ نامپلی ریلوے اسٹیشن اور معظم جاہی مارکیٹ کے درمیان واقع ہے ۔ جلسہ کے متعلق تمام معززین شہر کو دعوت نامے کثیر تعداد میں چھپوا کر بذریعہ ڈاک ارسال کئے گئے اور چھوٹے چھوٹے اشتہاروں کے علاوہ یہاں کے تمام مقامی اخبارات میں بھی جلسہ کے متعلق اعلان کیا گیا ۔

پہلے دن کا جلسہ شام کے ۷ بجے زیر صدارت مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب منعقد ہوا ۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی ۔ مکرم محمد ظہور الدین صاحب کی خوش الحان نظم کے بعد خاکسار نے استقبالیہ تقریر کی جس میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کراتے ہوئے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی ۔

اس جلسہ کی پہلی تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کی ضرورت مذہب کے عنوان پر ہوئی ۔ آپ نے بتایا کہ مذہب اس راستہ کا نام ہے جس پر چل کر انسان خداتعالیٰ کا قرب حاصل کرسکتا ہے اور مذہب ہی انسان کو حیوان سے ممتاز کرتا اور انسان کو حقیقی شائستگی کی طرف لے جاتا ہے ۔ آپ نے مذہب کی ضرورت مختلف پہلوؤں سے ثابت کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام ہی واحد مذہب ہے جو زندہ خدا کو پیش کرتا ہے اور اسلام کے ذریعہ خداتعالیٰ کی ہستی کا بہترین ثبوت ہے ۔

دوسری تقریر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی موجودہ زمانہ کے متعلق قرآنی پیشگوئیوں کے عنوان پر ہوئی ۔ آپ نے سب سے پہلے خروج دجال کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ خروج دجال کا زمانہ فتح قسطنطنیہ کے بعد کا زمانہ بتایا گیا ہے ۔ آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو جی کے خط کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ قسطنطنیہ کی فتح کے ... دنیا کا ایک نیا دور شروع ہوا ۔ اور ... فتح قسطنطنیہ کی فتح کے بعد سب سے پہلے ایشیا کی طرف بڑھنے لگا ۔ فاضل مقرر نے دجال کی پیشگوئی عیسائیت پر چسپاں کرتے ہوئے بتایا کہ عربی زبان میں مکر و فریب سے کام لینے والے گروہ کو دجال کہتے ہیں ۔ چنانچہ مسیحی عقائد و نظریات اس مکر و فریب کے گرد گھومتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرنے کے لئے پادریوں کی منصوبہ بندیاں بھی اسی نوعیت کی ہیں ۔

آپ نے خروج دجال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور اس فتنہ کے مقابلہ پر آپ کی عظیم الشان کامیابیوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا نیز آپ نے اپنی تقریر میں یاجوج ماجوج کی حقیقت بھی واضح فرمائی کہ دجال کے سیاسی روپ کو یاجوج ماجوج کے نام سے پکارا گیا ہے ۔

اس پُر از معلومات تقریر کے بعد مکرم میر احمد فضل صاحب نے خوش الحانی سے ایک نعتیہ کلام سنایا ۔

اس کے بعد محترم مولانا بی عبداللہ صاحب فاضل نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے عنوان پر تقریر فرمائی ۔ آپ نے بتایا کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لفظ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ آج کے مسلمان وہ نہیں رہے جو رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور قرون اولیٰ میں تھے بلکہ اب مسلمانوں کی ایک دوسری نشأۃ اور ترقی کی ضرورت ہے ۔ آپ نے موجودہ دنیا کے مسلمانوں کے تعلق سے حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی کئی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ تمام پیشخبریاں اس زمانہ کے مسلمانوں پر صادق آتی ہیں ۔ آپ نے بتایا کہ اس ضلالت کی حالت میں اگر مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے خداتعالیٰ کوئی انتظام نہ فرماتے تو یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ اسلام اب ایک زندہ مذہب نہیں رہا ۔ اور اس کی شریعت ناقابل عمل بن چکی ہے یا یہ ماننا پڑے گا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی یہی حالت تھی ۔ تجدید دین کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مقرر نے بتایا کہ احمدیت ہی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دوسرا نام ہے ۔ اس سلسلہ میں آپ نے حدیث خلافت علیٰ منہاج النبوت کی تشریح کرتے ہوئے خلافت حقہ احمدیہ کی وضاحت فرمائی ۔

اس عالمانہ تقریر کے بعد محترم صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں بتایا کہ جماعت احمدیہ دنیا کے سامنے حقیقی اسلام پیش کرتی ہے ۔ اور اسلام کو دیگر مذاہب کے مقابل پر افضل اور عالمگیر مذہب یقین کرتی ہے ۔

صدارتی تقریر اور دعا کے بعد پہلا جلسہ نہایت خیر و خوبی اور کامیابی کے ساتھ ٹھیک ۱۰ بجے اختتام پذیر ہوا ۔ الحمدللہ

دوسرا جلسہ جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے چھیالیسویں جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس مورخہ ۲۴ر اپریل شام کو ۷ بجے زیر صدارت محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد اسی مقام پر منعقد ہوا ۔ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم منصور احمد صاحب کی نظم کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا ۔

سب سے پہلی تقریر خاکسار کی بعنوان "تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک" ہوئی ۔ خاکسار نے بتایا کہ خداتعالیٰ نے اسلام کو ایک شجرہ طیبہ کیساتھ تشبیہہ دی ہے لیکن آج وہ شجرہ طیبہ خشک ٹہنیوں میں تبدیل ہو چکا ہے ۔ اور اس نے پھول پھل لانا چھوڑ دیا ہے ۔ گویا کہ اس پر موسم خزاں کا حملہ ہے ۔ خداتعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق اس کی آبیاری اور نشو و نما کے لئے اس زمانہ میں انتظام فرمایا ۔ اور فضاء آسمانی پر یہ آواز گونجنے لگی کہ ؎

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چنانچہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد اسلام کی تبلیغ اسلام مخالفین کا اس بات پر اعتراض کہ اب احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوگا ۔ وغیرہ امور پر سے روشنی ڈالی ۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بیّن ثبوت کے طور پر آپ کی عظیم الشان کامیابی اور مخالفین کی ناکامی و نامرادی کا ذکر کیا ۔

دوسری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کی شان خاتم النبیین کے موضوع پر ہوئی ۔ آپ نے آیۂ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی تلاوت کرتے ہوئے قرآن کریم کی آیات ۔ احادیث صحیحہ اور اقوال سلف الصالحین کے ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام خاتم النبیین کی وضاحت فرمائی ۔ اور یہ ثابت فرمایا کہ رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت جاری ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ غیر تشریعی ہو اور رسول کریم صلعم کی غلامی کے نتیجہ میں ہو ۔

تیسری تقریر انگریزی میں مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان کی اسلام اور عیسائیت کے موازنہ پر عنوان پر ہوئی ۔ موصوف جماعت احمدیہ حیدرآباد کی خاص دعوت پر اس جلسہ میں شرکت کرنے کے لئے مدراس سے اسی دن تشریف لائے تھے ۔

آپ نے عیسائیت کی تعلیم تثلیث ، کفارہ اور اسی طرح الوہیت مسیح کی تردید فرمائی اس طرح آپ نے یسوع مسیح کے صلیبی واقعات انجیل کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ آپ کی وفات صلیب پر واقع نہیں ہوئی ۔ آپ نے مختلف تاریخی شواہد سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا واقعہ صلیب کے بعد مشرقی ممالک میں سفر کرنا اور کشمیر میں وفات پانا ثابت کیا ۔

چوتھی تقریر اسلام اور اشتراکیت کے عنوان پر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی ہوئی ۔ آپ نے بتایا کہ نظام اشتراکیت کے بانیوں نے انسانی تاریخ کا ایک خاص نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا ہے جس کے نتیجہ میں انہوں نے مذہب اور خدا کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ۔ اور دنیا میں اشتراکیت کو دہریت کی شکل میں پیش کیا ۔ آپ نے بتایا کہ جمیع اشتراکیت اسلام دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے ۔ اس سلسلہ میں آپ نے قرآنی تعلیمات پیش کیں ۔ آخر میں آپ نے بتایا کہ کمیونزم اور اشتراکیت وغیرہ تحریکات بے شک اچھی ہیں بشرطیکہ خدا اور مذہب کے متعلق وہ اپنا رجحان اور نقطۂ نظر بدل دیں ۔ اور خداتعالیٰ اور مذہب کو اپنانے کی کوشش کریں ۔ اور اپنی زندگی میں خدا کو اور اخلاق کو شامل کیا جائے ۔

اس جلسہ کی آخری تقریر مکرم مولانا عبداللہ صاحب فاضل کی ہوئی آپ نے جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمانوں کے مابین جو اختلافی مسائل ہیں ان کے تعلق سے نہایت عالمانہ انداز میں سیر حاصل بحث کی ۔ اس ضمن میں آپ نے وفات حضرت مسیح ناصری علیہ السلام ، ختم نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ ضروری مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ۔

اس کے بعد خاکسار نے شکریہ ادا کیا اور دعا کے بعد ۱۱ بجے یہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا ۔

جلسہ کے بعد اخبار کے نمائندوں سے ہمارے مبلغین کرام کا تعارف کرایا گیا ۔ اور تھوڑی دیر تبادلۂ خیالات ہوا ۔

اخبارات

ہمارے ان ہر دو جلسوں کی کسی قدر تفصیلی رپورٹ یہاں کے مشہور چار اردو اخبارات سیاست۔ ملاپ۔ رہنمائے دکن اور نظام گزٹ میں شائع ہوئی۔ نیز اخبار ملاپ میں مبلغین اور معززین کی خوبصورت تصویر بھی شائع ہوئی۔

اخبار ملاپ میں پوری رپورٹ اس طرح شائع ہوئی:۔

”مذہب پر سختی سے کاربند رہ کر ہی دہریت کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

جماعت احمدیہ کی کل ہند کانفرنس میں علماء کی تقریر۔

حیدرآباد ۲۴ راپریل۔ جماعت احمدیہ کی ۴۴ ویں کل ہند سالانہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں مقررین نے دائمی امن و سلامتی کے لئے اسلامی تعلیمات پر عمل آوری کو ناگزیر قرار دیا۔ اور کہا کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض اور برکات قیامت تک انسانیت کو انسانیت کی بلند ترین مدارج اور انعامات سے سرفراز کرتے رہیں گے۔ کانفرنس کا افتتاحی اجلاس کل رات احمدیہ گیٹ جمعیت منزل کے متصل منعقد ہوا۔ مقامی و بیرونی علماء کے علاوہ شری سمیع اللہ (بمبئی) شری بشیر احمد (دہلی) شری عبداللہ مبلغ (کیرلا) اور شری حکیم محمد دین میسور نے مخاطب کرتے ہوئے صالح معاشرے کے لئے مذہبی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز مبلغ شری محمد عمر کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ کانفرنس میں تقریباً (۵۰۰) مندوبین نے جو ملک کے مختلف حصوں کی نمائندگی کر رہے ہیں شرکت کی۔ شری بشیر احمد نے ضرورت مذہب کے عنوان سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ دور حاضر کا ارتقاء ایک عجیب کشمکش کے حالات سے دوچار ہے۔ ایک طرف مذہب کی ایمانی اور فطری قوتیں جو انسان میں بیدار ہو چکی ہیں آگے بڑھ رہی ہیں تو دوسری جانب لامذہبیت اور کہیں کہیں دہریت اپنا مکروہ سر اٹھانے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ لامذہبیت اور دہریت کے اس دور میں مذہب پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے خدا تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لینا چاہیئے۔ شری پی۔ عبداللہ نے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ فلسطین کا مسئلہ آج دنیائے اسلام کے لئے ایک سوالیہ نشان بنا ہوا ہے عرب ممالک اور ہندوستان بھی اس مسئلہ سے سچا لگاؤ رکھتے ہیں۔ شری محمد عمر نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ سرور کائنات نے امن و سلامتی کا جو پیام دیا ہے وہ رہتی دنیا تک ایک مشعل راہ ہے شری میر احمد فضل نے نعت سنائی۔ شری سمیع اللہ مبلغ بمبئی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ انسان کو جب تکالیف میں ڈالتا ہے تو اس کا مقصد خطرات سے اُسے چوکنا کرنا ہوتا ہے۔ شری حکیم محمد دین نے اپنی صدارتی تقریر میں حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی سیرت پاک پر بصیرت افروز روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ سرور کائنات کا پیام کردار۔ اخلاق ساری دنیا کے لئے قابل عمل ہے۔ شری الحاج محمد معین الدین امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ شری محمد بشیر الدین کے شکریہ پر اجلاس اختتام کو پہنچا۔“

(روزنامہ ملاپ ۲۵ اپریل ۱۹۶۶ء)

”خدا پر کامل ایقان ہی ایمان کی بنیاد ہے جس پر صرف اُسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

جماعت احمدیہ کانفرنس میں تقاریر

اجلاس کا اختتام۔

حیدرآباد ۲۵ راپریل۔ جماعت احمدیہ کی ۴۴ ویں کل ہند دو روزہ سالانہ کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں امن عالم کے لئے فرقوں طبقوں اور ملکوں کے درمیان مفاہمت نے باہم اور اتحاد و یکجہتی کو ضروری قرار دیا گیا۔ مولانا محمد کریم اللہ (مدراس) نے صدر سے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ خدا پر کامل ایقان ہی ایمان کی بنیاد ہے ہمیں صرف اسی کی ذات قدسی صفات پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ جو سارے عالم کا رب ہے۔ الحاج محمد معین الدین امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد سکندرآباد نے اجلاس کی صدارت کی۔ مولوی سمیع اللہ مبلغ بمبئی نے کہا کہ جاگیرداری اور سرمایہ دارانہ نظام جہاں کہیں ہوگا وہاں غلامی کا ہونا ایک امر مسلمہ ہے۔ آپ نے کہا کہ کمیونزم اور کارل مارکس کے فلسفہ کی ابتداء بھی ان ہی ناگوار سماجی اقدار کا نتیجہ ہے۔ مولوی محمد عمر مبلغ حیدرآباد و سکندرآباد نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسلام کے اصول انسانی ضرورتوں کو ہر جائز منزل میں ممد و معاون ہوا کرتے ہیں۔ مولوی بشیر احمد مبلغ دہلی نے کہا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر معیار کے انسان کے لئے آگے کے جائز مسائل کی نگرانی کرتا ہے۔ شری منصور احمد نے نعت سنائی۔ مولوی حکیم محمد دین میسور نے بھی تقریر کی۔ اس کے بعد دو روزہ کانفرنس کا اختتام عمل میں آیا۔ (ملاپ ۲۶ راپریل) دکن نیوز۔

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم | جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد

و سکندرآباد کے جنب سنٹروں میں جلسہ سالانہ کا تیسرا اجلاس ورانڈہ دین بلڈنگ سکندرآباد کے وسیع و عریض احاطے میں سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مورخہ ۲۵ اپریل بروز پیر ۸ بجے شام زیر صدارت مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے متعلق اشتہارات اور اخباروں کے ذریعہ خوب مشتہر کیا گیا تھا۔

مکرم حکیم محمد دین صاحب کی تلاوت قرآن پاک اور عزیزم محمد منصور احمد صاحب یادگیری کی نعت کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلی تقریر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی رحمۃ للعالمین کے موضوع پر ہوئی۔ اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب کی حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور امن عالم کے موضوع پر تقریر ہوئی۔ بعدہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق محمدی کے عنوان پر تقریر کی۔ نیز اس جلسہ میں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب اور مکرم مولوی پی۔ عبداللہ صاحب فاضل نے علی الترتیب شان خاتم النبیین اور انسان کامل کے عنوانات پر بسوط تقاریر فرمائیں۔ صدارتی تقریر اور خاکسار کے شکریہ ادا کرنے کے بعد یہ جلسہ تین گھنٹے کے بعد امید سے بڑھ کر کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ اور پورا جلسہ گاہ سامعین سے پُر تھا۔ اس قدر زیادہ حاضری کی توقع نہیں تھی۔ اس جلسہ میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل و احسان نمایاں طور پر نظر آرہے تھے۔

سکندرآباد کا یہ جلسہ جنوبی ہند کے تبلیغی وتربیتی دورے کا آخری جلسہ تھا اس کے بعد یہ مبارک تبلیغی دورہ اختتام پذیر ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مبلغین اسلام کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی زندگیوں اپنے بے حد و حساب فضل و رحمت اور برکات سے آمین ثم آمین۔

یہ تبلیغی دورہ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی زیر ہدایت مورخہ ۷ مارچ کو جماعت احمدیہ بیجاپور سے شروع ہو کر مورخہ ۲۵ راپریل کو جماعت احمدیہ سکندرآباد کے جلسہ سالانہ کے اختتام پذیر ہوا۔ اس اثناء میں تبلیغی وفد نے ۱۶ جماعتوں کا دورہ کیا۔ اور ۲۳ جلسے کئے۔ اور کل (۶۸) تقریریں کیں۔ تبلیغی جلسوں کے علاوہ تربیتی اجلاس بھی منعقد کئے گئے۔ اور انفرادی طور پر تبلیغ اور تبادلہ خیالات بھی ہوتے رہے غرض کہ اس بات کی حتی الوسع کوشش کی گئی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام اور جماعت احمدیہ کا مسلک اور غرض و غایت لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دورے کے بابرکت نتائج پیدا فرمائے۔ اور جہاں سعید روحوں کو اس الٰہی سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق فرمائے۔ وہاں ہماری جماعتوں کی بھی بیداری برقرار رہے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار محمد عمر مالاباری
مبلغ حیدرآباد دکن

درخواستہائے دعا

میرا لڑکا محمود احمد تبدیلی آب و ہوا کے لئے مع اہل و عیال امسال کوئٹہ گیا ہے بخیریت واپس آئے اس کے متعلق متعدد خواب دیکھا ہے۔ خدا تعالیٰ اس خواب کو اس کے حق میں مبشر بنادے۔

میری لڑکیاں مبارکہ اختر۔ رضیہ مریم۔ نواسی شاہدہ۔ مکرم ڈاکٹر محمد زبیر صاحب لکھنوی۔ مکرم حکیم قیس مینائی صاحب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ مرحوم کے پوتے شیخ خالد سلیمان عرفانی حضرت مولانا عبدالواحد صاحب صدیقی ہیر ... شیخ لیاقت علی صاحب بیمار ہیں میری صحت بھی مخدوش ہے سب بیماروں کی صحت کاملہ و درازی عمر اور دنیاوی مشکلات کے لئے دعا کی درخواست ہے

میرا نواسہ عزیز ارشد ۹ رجون سے ... امتحان دے رہا ہے اسکی اعلیٰ کامیابی کے لئے میرے داماد محمد اسلم و عبدالمحمد خان کی مالی کشائش کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار حاجی عبدالکریم احمدی از کراچی

۲۔ میرے بھائی محمد شفیق الدین صاحب کیرنگ میں بیمار ہو گئے تھے انہیں خوردہ ہسپتال لے جایا گیا ہے۔ احباب صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد ظہور حسین احمدی سمبل پور اڑیسہ

۳۔ حضرت صاحبزادہ میاں وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اڑیسہ کا دورہ کرتے ہوئے جب سورو پہنچے تو سورو میں جلسہ کے بعد چار احباب نے بیعت کی الحمد للہ۔ ان بیعت کنندگان میں ایک حاجی عثمان صاحب ہیں جو حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں اور ایک صاحب جن کا نام سلیمان خان صاحب ہے جو باسدیو پور کے رہنے والے ہیں اور وہاں کی مسجد کے امام الصلوٰۃ بھی تھے ان کی سخت مخالفت ہو رہی ہے ان کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا ہے ان کو اپنا گھر اور گاؤں چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے اور ان کو اپنے بیوی بچوں سے علیحدہ کر دیا گیا ہے انہیں قتل کی دھمکی بھی دی گئی ہے اس علاقہ میں اکیلے احمدی۔ احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم صاحب موصوف کو مخالفین کے ہر شر سے محفوظ رکھے سلسلہ کو تقویت دے اور ان کا حافظ و ناصر ہو اور اس علاقہ میں احمدیت سرعت سے پھیلے آمین ثم آمین

درویش فنڈ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی توجہ کیلئے

"ہر احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضرورت کا خیال رکھے"

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ)

احباب کو بخوبی علم ہے کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ۱۹۴۷ء میں جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان سے اس کی اکثر آبادی کو ہجرت کرنی پڑی اور صرف ۳۱۳ درویش "خدمت دین" اور "حفاظت مرکز" اور "دیار حبیب" کو آباد رکھنے کے جذبہ کے ماتحت قادیان میں ٹھہرے رہے اور انتہائی تنگی اور مالی مشکلات کے باوجود قادیان میں سکونت پذیر رہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق تجرد کا دور ختم کرتے ہوئے قادیان میں اہلی زندگی کے آثار پیدا کئے جائیں۔ درویشوں کی ہندوستان میں شادیاں کی گئیں جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب درویشوں اور ان کے اہل و عیال کی تعداد ... تک پہنچ گئی ہے۔

ان درویشوں کیلئے موجودہ حالات میں قادیان اور اس کے گرد و نواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں ہے جس سے درویش اپنے اخراجات خود پورے کر سکیں۔ سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر لیتے ہیں باقی سب درویشوں کی جملہ ضروریات (قیام۔ طعام۔ لباس وغیرہ) کا بار صدر انجمن احمدیہ کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے اور چندہ جات کی آمد کے مقابل پر بہت زیادہ اخراجات ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے سالہا سال سے صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ آمد و خرچ غیر متوازی چلا آ رہا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درویشوں کی ضروریات اور صدر انجمن احمدیہ کی مالی مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے جماعتوں کو اس طرف خاص توجہ دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جماعتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"بیرونی جماعتیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں۔ خصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفہ رہتے ہیں ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلہ اپنے لئے جمع کرے اس کا چالیسواں حصہ ان کے لئے نکال کر بھیجدے مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے وہ یہ غلہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کے لئے قربانی سمجھ کر دیں وہ یہ خیال کریں کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے اپنے بچوں کو کھلاتا ہے اور ان کو کھلانا اس ... سمجھتا ہے۔ اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان پر فرض عائد کیا گیا ہے"

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا:-

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرے حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لائیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہو۔ حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ وہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدردانی کے رنگ میں ہم پاکستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں"

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ اور حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحبؓ کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں ۱۹۵۲ء میں "درویش فنڈ" کی تحریک کا اجراء کیا گیا تھا۔ تحریک کے ابتدائی دو تین سالوں میں تو مخلصین جماعت نے "درویش فنڈ" میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا لیکن اب کچھ عرصہ سے اس مد میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے حالانکہ قادیان کی احمدی آبادی میں زیادتی کے باعث اخراجات کا بوجھ پہلے سے زیادہ ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے موجودہ مالی سال میں بھی درویش فنڈ کی تحریک کا بجٹ آمد مبلغ اٹھارہ ہزار روپے رکھا گیا ہے اور توقع کی گئی ہے کہ احباب جماعت، مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے پیارے امام اور مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے اور لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کے علاوہ "درویش فنڈ" کی تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر متوقع اضافہ آمد کی رقم کو پورا کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ جملہ احباب کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

حضرت المصلح الموعودؓ کی خواہش کے احترام میں

احباب چندہ وقف جدید امسال دوگنا کر دیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

وقف جدید کا بجٹ غیر معمولی طور پر کم ہو کر چلا آ رہا ہے جماعت کے مخلصین اور دین کی خاطر قربانی کرنیوالے احباب کی بفضل تعالےٰ ہماری جماعت میں کمی نہیں۔ خدا تعالےٰ کی رضا اور اپنے نفوس و اموال میں برکت حاصل کرنے کا گر اسی میں مضمر ہے کہ خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانی کے میدان میں سرگرم پرواز کرتے جائیں اور اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کریں اور اسکی بات کو سنیں اور اسکی اطاعت کریں اور اپنے مال اس کی راہ میں خرچ کرتے رہیں۔ کیونکہ یہ عمل اللہ تعالےٰ کے نزدیک تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہوگا اور جو لوگ اپنے دل کی بخل سے بچائے جاتے ہیں وہی دراصل کامیاب ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے فرمایا ہے کہ

"اس نسخہ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے خوب سمجھا اور پھر اس پر خوب عمل کیا سو دیکھو دنیا میں بھی انہیں ایسی کامیابی نصیب ہوئی کہ کسی اور قوم کو ویسی کامیابی نصیب نہیں ہوئی اور اخروی زندگی میں ان کو آئندہ کے متعلق ایسی بشارتیں ملیں کہ کسی اور قوم کو ان کا حقدار قرار نہیں دیا گیا"

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ:-

"میں اس اعلان کے ذریعہ احباب جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ حضرت المصلح الموعودؓ کی خواہش کے احترام میں اس سال اپنا چندہ وقف جدید حتی الوسع دوگنا کر دیں۔ اور جو دوست اس تحریک میں ابھی شریک نہیں ہیں وہ اس سال اس تحریک پر شمولیت کی سعادت ضرور حاصل کریں۔ ..... اللہ تعالےٰ جملہ احباب کے اخلاص و اموال اور جذبۂ قربانی میں برکت دے اور انہیں اس تحریک میں بیش از بیش حصہ لینے کی توفیق بخشے"

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک سب سے بڑی ضرورت آج اسلام کی زندگی کی ہے اسلام ہر قسم کی خدمت کا محتاج ہے اس کی ضرورتوں پر ہم کسی ضرورت کو مقدم نہیں کر سکتے خدا تعالےٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے ہم مصیبت سمجھتے ہیں کہ اسکو کو چھوڑ دیں دو بیمار ہوتے ہیں ایک ان میں سے اگر مر جائے تو کچھ حرج نہیں ہوتا لیکن ایک ایسا ہوتا ہے اگر وہ مر جائے تو دنیا تاریک ہوتی ہے پس یہی حالت اسلام کی ہے آج سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور بن پڑے اسلام کی خدمت کی جاوے جس قدر روپیہ ہو وہ اسلام کی احیاء میں خرچ کیا جاوے"

پس حضور کے ارشاد کے ماتحت میں مخلصین جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے وعدہ جات پر نظر ثانی فرما دیں اور جن احباب نے وعدے نہیں بھجوائے وہ بھی حضور کی اس خواہش کو مد نظر رکھیں یاد رہے کہ جو احباب حضور ایدہ اللہ کی اس خواہش پر لبیک کہتے ہوئے اپنے وعدے دوگنے کریں گے ان کے نام نامی اسم گرامی حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں بغرض دعا پیش ہو کر اخبار میں بھی بغرض دعا شائع کروا دیئے جائیں گے خاکسار انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

اعلانات نکاح

مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۶۶ء کو رانچی (بہار) میں مندرجہ ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:-

۱۔ محترمہ صادقہ نازنہ صاحبہ بنت سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی کا نکاح ہمراہ عزیزم مکرم ڈاکٹر شاہد احمد صاحب ایم بی۔ بی۔ ایس ولد شیخ محمد رفیق و صاحب مدراس بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر۔

۲۔ محترمہ آنسہ بیگم صاحبہ بنت شیخ محمد رفیق صاحب مدراس کا نکاح ہمراہ عزیزم سید تبریز احمد صاحب ابن سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر۔

خطبہ نکاح میں محترم صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے زوجین کو تقویٰ کے اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ نیز دونوں خاندانوں کی جماعتی خدمات اور اپنے تعلقات ذاتی کا بھی ذکر فرمایا پارٹیشن کے بعد محترم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ نے سلسلہ کی جائیدادوں کے مقدمات کی کمال بے نفسی اور محنت و قابلیت سے پیروی کی اور خدا تعالےٰ نے ان مقدمات میں جماعت کو کامیابی عطا فرمائی۔ دوسری طرف ڈاکٹر شاہد احمد صاحب کی والدہ محترمہ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ لود کی بھتیجی ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب موصوف کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ کی طبی خدمت کا ایک لمبے عرصہ تک موقعہ ملا ہے اسلئے دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان رشتوں کو بابرکت ...

خبریں

نئی دہلی ۷ر جون - بھارت سرکار نے کل رات روپیہ کی قیمت گھٹانے کا اعلان کر دیا۔ مگر یہ کہ ملک کے اندر روپیہ کی موجودہ قیمت پر اثر انداز نہ ہوگی بلکہ اس کا اثر غیر ملکی کرنسی کے سالہ لین دین میں غیر ملکی اشیاء کی قیمتوں کے بھگتان پر پڑے گا۔ روپیہ کی قیمت میں ۳۶½ فیصدی کمی کی گئی ہے۔ اس کے مطابق اب پونڈ (سٹرلنگ) کی قیمت ۲۱ روپے کے برابر ہوگی۔ جبکہ پہلے یہ ۱۳ روپے ۳۲ پیسے تھی۔ اسی طرح امریکن ڈالر کی قیمت جو ۴ روپیہ ۷۶ پیسے فی ڈالر تھی بڑھ کر ۷½ روپیہ فی ڈالر ہو جائے گی۔ اسی طرح اب سو روپیہ کی قیمت ۸۵۔۱۱ گرام سونے کے برابر ہوگی جبکہ ۶۶۔۱۸ گرام کے برابر تھی۔ اسی طرح روپیہ کی غیر ممالک میں قیمت بقدر ۳۶½ فی صدی کم ہو جائے گی۔ بھارت کے وزیر خزانہ شری سچن چودھری نے کل رات گئے ایک براڈکاسٹ تقریر میں روپیہ کی قیمت میں کمی ہونے کا اعلان کیا۔ انہوں نے اس اقدام کی وضاحت کرتے ہوئے یہ اعلان بھی کیا کہ بارہ اشیاء برآمد پر ڈیوٹی عائد کی گئی ہے۔ ان میں پٹ سن کی اشیاء چائے کافی سیاہ مرچ۔ تمباکو۔ کپاس اور خام اون بھی شامل ہے

نئی دہلی ۷ر جون۔ بھارتی روپیہ کی قیمت میں کمی کا اعلان کل رات گیارہ بجے کیا گیا۔ بھارت گزشتہ دو سال سے اس بارے میں غیر ملکی دباؤ کی مزاحمت کر رہا تھا۔ مغربی ممالک اس امر پر زور دے رہے تھے کہ یہ اپنی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے روپیہ کی قیمت میں کمی کرے۔ مگر بھارت اس کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ اب بین الاقوامی بنک کا جو مشن مسٹر ڈیوڈ بیل کی رہنمائی میں بھارت آیا تھا

اُس نے بھی یہی مشورہ دیا تھا۔

•۔ بھارتی روپیہ کی قیمت کم کئے جانے کے بعد بڑے بڑے غیر ملکی سکوں کے مقابلہ میں بھارتی روپیہ کی قیمت حسب ذیل ہوگی۔

نام غیر ملکی سکہ	بھارتی روپے	سابقہ قیمت
امریکی ڈالر	۷½ روپے	۴ روپیہ ۷۶ پیسے
پونڈ یعنی سٹرلنگ	۲۱ روپے	۱۳ روپیہ ۳۲ پیسے
روبل	۸ روپے ۳۳ پیسے	۵ روپیہ ۱۲ پیسے

نئی دہلی ۷ر جون۔ بھارت سرکار کی طرف سے بھارتی روپیہ کی قیمت کم کرنے کا جو اعلان کیا گیا ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے سپیشل نامہ نگار نے لکھا ہے کہ اس اقدام سے جہاں تک بھارت میں تیار ہونے والی اشیاء کا تعلق ہے ان کے سلسلہ میں روپے کی قوت خرید میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ بلکہ صرف اُن چیزوں کی قیمت میں اضافہ ہوگا جو کہ باہر سے درآمد کی جاتی ہیں۔ اور جن میں کوئی درآمد شدہ چیز استعمال ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کا یہ خیال ہے کہ چونکہ درآمد شدہ اشیاء پہلے ہی بھاری منافع پر فروخت ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان کی قیمتوں میں اضافہ کوئی غیر متوازن نہ ہوگا۔ درآمد شدہ اناج کی قیمت بھی بڑھ جائے گی لیکن گورنمنٹ نے یہ اعلان کیا ہے کہ جس قیمت پر وہ لوگوں کو اناج فروخت کر رہی ہے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ اور مٹی کے تیل یا پٹرول، پیٹرول ریپٹرولیم سے تیار شدہ اشیاء کی قیمت پر کوئی اثر پڑے گا اور اُن کی قیمتیں اب ایکسائز ڈیوٹیوں میں ضروری ردو بدل کر کے قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہ ہونے دی جائے گی روپیہ کی قیمت کی اس کمی سے غیر ممالک کا سفر مہنگا ہو جائے گا۔

واشنگٹن ۱۰ر جون۔ امریکہ کے خلائی جہاز جیمنی ۹ کے خلا باز کیرنان نے کل رات خلاء میں تیرنے کا ایک ریکارڈ قائم کیا۔ وہ اپنے جہاز سے نکل کر ۲½ گھنٹے تک خلاء میں رہا وہ اس وقفہ میں اس زمین کے گرد ڈیڑھ چکر کاٹ گیا اس سے پہلے کوئی خلا باز اپنے جہاز سے نکل کر خلاء میں اتنی دیر نہیں ٹھہر سکا۔ امریکی سائنسدانوں نے بتایا کہ خلاء میں ٹھہرنے کے دوران میں کیرنان کی نبض غیر معمولی طور پر تیز ہو گئی۔ لیکن جہاز میں واپس

لکھنؤ میں منعقد ہونیوالی دوسری احمدیہ صوبائی کانفرنس

بتاریخ ۲۵، ۲۶ر جون ۱۹۶۶ء

اُتر پردیش کے احمدی احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ دوسری احمدیہ صوبائی کانفرنس کے سلسلہ میں مجلس استقبالیہ کی تشکیل ہو چکی ہے اور کانفرنس کی تیاریاں زور و شور سے شروع ہو گئی ہیں۔

امسال یہ کانفرنس مورخہ ۲۵، ۲۶ر جون بروز ہفتہ و اتوار لکھنؤ شہر میں منعقد ہوگی حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نیز جماعت احمدیہ کے فاضل علمائے کرام کانفرنس میں شرکت فرما رہے ہیں۔ جناب پروفیسر اختر اورینوی صاحب آف پٹنہ کی شمولیت کی بھی توقع ہے۔ اُتر پردیش کی جماعتوں کے عہدہ داران سے درخواست ہے کہ جماعتوں میں تحریک فرمادیں تا زیادہ سے زیادہ احباب کانفرنس میں شریک ہوں۔ نیز اپنے ہمراہ غیر احمدی احباب کو بھی لائیں اور کانفرنس کو کامیاب کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔

کانفرنس کے موقعہ پر صوبائی تنظیم کے قیام کے لئے صوبائی عہدہ داران کا انتخاب ہوگا۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ ہر جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب کانفرنس میں شرکت کریں اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب خود شریک نہ ہو سکیں تو اپنی طرف سے کسی دوست کو اپنا نمائندہ نامزد کر کے بھجوائیں جنہیں ان کی طرف سے ووٹ دینے کا حق حاصل ہو ایسے نمائندے کے پاس جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب کی تحریر ہونی ضروری ہے۔

کانفرنس کے کام کو سرانجام دینے کے لئے ہمیں کئی ایک خدام کی ضرورت ہے اتر پردیش کے جو خدام چند روز قبل لکھنؤ پہنچ کر کانفرنس کے کاموں میں مدد دے سکیں وہ نیچے لکھے پتہ پر ۱۶ اطلاع دیں۔

لکھنؤ آنے پر احباب نیچے لکھے پتہ پر پہنچیں۔ اگر احباب پہلے سے اپنی آمد کی تاریخ اور ٹرین وغیرہ سے اطلاع دیں گے تو اسٹیشن پر ان کی راہنمائی کا بھی انتظام کیا جا سکے گا انشاء اللہ۔

مستورات کے لئے کانفرنس کی کارروائی کو سننے کا انتظام ہوگا۔ نیز باہر سے آنے والی مستورات کے قیام و طعام کا بھی خاطر خواہ انتظام ہوگا۔

خاکسار بشیر احمد انچارج مبلغ صوبہ یو۔ پی۔ وصدر مجلس استقبالیہ

معرفت اولڈ پنجاب سائیکلس اینڈ آٹو کمپنی امین آباد لکھنؤ یو۔ پی۔

C/O Old Punjab Cycles and Auto Co
Amin abad, Lucknow U.P.

آپ کا چندہ بدر مورخہ ۲۸/۳/۶۶ و ۲۸/۴/۶۶ سے ختم ہے

۱۰۲۰۔ جناب آدم علی بیگ صاحب نیاز گڑھ
۱۰۲۷۔ مکرمہ طاہرہ رباصاحبہ
۱۰۹۳۔ مکرم نور الدین الطاف دین ابراہیم صاحب حیدر آباد
۱۰۹۷۔ ״ مستری محمد الیاس صاحب گلبرگہ
۱۰۹۸۔ ״ محمد الیاس صاحب بل ہکہ
۱۰۹۹۔ ״ ״ دھنوارڑہ
۱۱۰۱۔ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ معرفت محمد الیاس صاحب یادگیر
۱۱۹۲۔ جناب محمد عقیل صاحب حیدر آباد
۱۱۹۷۔ ״ سید عبد الرزاق صاحب منگلور
۱۲۰۰۔ ״ محمد صدیق صاحب کرڈاپلی
۱۲۰۲۔ ״ سید کمال الدین صاحب لسنہ
۱۲۰۶۔ ״ محمد شفیع صاحب جمنا گنج کانپور
۱۲۰۷۔ ״ عبد الستار صاحب کانپور
۱۲۰۸۔ ״ نور الدین صاحب وکیل شوبھاپور
۱۲۱۰۔ ہندوستان ہیر مارٹ حیدر آباد
۱۲۴۸۔ ״ سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ کوڈالی
۱۲۷۵۔ ״ سید محسن صاحب سدا نند پور
۱۳۸۱۔ ״ سی۔ اے عابد صاحب بی۔ اے ملک شیموگہ
۱۳۸۴۔ ״ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کلکتہ
۱۴۳۵۔ مکرم بشیر الدین احمد صاحب جھنڈارا
۱۴۱۶۔ ״ احمد دین صاحب یاڑی پورہ
۱۴۲۳۔ ״ الوار احمد صاحب رانچی
۱۴۷۴۔ ״ ڈاکٹر ایس۔ ایچ حسن صاحب مدراس
۱۴۷۷۔ ״ خورشید عالم صاحب بھاگلپور
۱۴۷۹۔ ״ ایس۔ ایم احمد ی۔ اے ایچ گڑھ
۱۴۵۰۔ ״ محمد سعید خاں صاحب کانپور
۱۴۷۰۔ ״ عبد الرؤف صاحب جے پور
۱۴۹۱۔ ״ انیس الرحمٰن صاحب کیرنگ
۱۵۰۲۔ ״ محمد مظہر احمد صاحب کاسنبڑہ
۱۵۱۹۔ ״ محمد مظہر احمد صاحب پال رانچی
۱۵۰۴۔ ״ خواجہ محمد معین الدین صاحب ہاپوڑ
۱۵۲۱۔ ״ الطاف احمد شاہ صاحب سرینگر
۱۵۲۲۔ ״ عبد الرشید سنبھل پور
۱۵۲۸۔ ״ سید محبوب قادری انگل